مثنوی

گلزارِ وحدت

از

شاہ تراب چشتی

مرتبہ

ڈاکٹر نور السعید اختر

دیار: شعبۂ فارسی،

مہاراشٹر کالج، بلاسس روڈ، بمبئی ۸

مثنوی

گلزارِ وحدت

از

شاہ تراب چشتی

مرتبہ
ڈاکٹر نور السعید اختر
استاد یار : شعبۂ فارسی مہاراشٹر کالج
بلاسس روڈ، بمبئی نمبر ۸

مرتب کا پتہ

ڈاکٹر نور السعید اختر (سوداگر) (ایم اے، پی ایچ ڈی)
نشاط، فلیٹ نمبر ۳
گلنار سینا کو آپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی
اناساگر مارگ، سی، ایس، ٹی، روڈ
کرلا، بمبئی ۴۰۰۰۷۰

قیمت : دو روپے
تعداد : ایکہزار
ملنے کا پتہ : مکتبہ علم وادب
۳۶ - محمد علی روڈ، بمبئی ۳

اعلان

زیرِ نظر کتاب مہاراشٹر اردو اکیڈیمی کی اعانت سے شائع کی گئی ہے

ترتیب

		صفحہ نمبر
۱: دو باتیں	از مصنف	۴
۲: تعارف	از ڈاکٹر شیخ فرید، برہانپور	۵
۳: مقدمہ		۷
۴: مرتبہ مثنوی گلزار وحدت		۳۲
۵: فرہنگ		۷۶
۶: کتابیات		۷۷

دو باتیں!

صوفی شاہ تراب چشتی کا شمار دکن کے نامور صوفیا میں ہوتا ہے. شاہ تراب چشتی کے فلسفے کی اہم اور بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے رام اور رحیم کو ایک تصور کیا، اور اذان و ناقوس کی صدامیں ہم آہنگی پیدا کی، اسلامی تصوف اور بھکتی کی قوس قزح کو ایک ہی رنگ میں پیش کرنے کی جسارت کی دراصل ان کا یہ اجتہاد ایک قابل قدر کارنامہ ہے. مثنوی گلزار وحدت اسی قبیل کی ایک نظم ہے. اس کی سادگی و پرکاری روح افزا اور دلنشین ہے. شاہ تراب چشتی کا پیغام آج کے پر آشوب دور میں ایک مشعل راہ ثابت ہو سکتا ہے

میرے پیر و مرشد قبلہ شہاب مالیر کوٹلوی (مرحوم) کو شاہ تراب کے کارناموں سے قلبی و روحانی دلچسپی تھی، چونکہ ویدانت اور اسلامی فلسفے سے ان کو گہری عقیدت تھی لہٰذا شاہ تراب کی مثنویاں انھیں بے حد محبوب تھیں. زیر نظر کاوش مرحوم کی رہنمائی کی رہین منت ہے، خدا کرے یہ شائع شدہ مثنوی مرحوم کی روح کو مزید سکون پہنچا سکے.

اس مشکل کام کی تکمیل میں میرے عزیز شاگرد سید محمود قادری نے جس لگن سے محنت کی ہے اس کے لئے میں تہہ دل سے شکر گذار ہوں. علاوہ ازیں مہاراشٹر اردو اکیڈیمی کی مصارف پروری اظہر من الشمس ہے.

راقم الحروف

نور السعید اختر (سوداگر)

بمبئی ۱۳ر اکتوبر ۱۹۷۸ء

تعارف

اُردو زبان ایک تہذیبی ربط اور لسانی اشتراک کی پیداوار ہے، برسوں کے عمل نے اس مشترکہ زبان کے ڈھانچے اور ایک مشترکہ تہذیب کے خمیر کو تیار کیا جو مشرق وسطیٰ کی تہذیب و تمدن، عقائد و رسوم جذبات و خیالات کا آئینہ دار ہے۔ اس تخلیق میں درویشوں اور صوفیوں کا غالب حصہ ہے۔

نئی تہذیب نے عقائد اور آئین پر اثر ڈالا، تصوف کو کچھ اس طرح متاثر کیا کہ وحدانیت وحدالوجود کے رنگ میں نمودار ہوئی کہ کائنات کا منبع و مرجع خدا کی ذات ہے۔ وہ ہر شے کی ابتدا اور انتہا ہے اول و آخر ظاہر و باطن سب خدا ہے۔

ہندوستان میں سماج کی یہ حالت تھی کہ برہمنوں کی بالادستی اور احساس برتری کی "چیرہ دستی" نے عوام کو بدظن کر دیا تھا صوفیوں کی تعلیم میں یہ بھید بھاؤ نہ تھا وہ ایک انسانی برادری کے نظریہ پر مشتمل تھی۔ وہاں یک جہتی صلح و آشتی تھی، شانتی اور پریت کے پیغامات تھے عوام نے اپنے عقائد و رسوم کی تبدیلی کے ساتھ وحدت الوجود کے نظریہ کا ساتھ دیا وہ درویشوں کی جھونپڑیوں کی طرف بڑھے جہاں "دار و گیر" نہ تھی۔ محبت ہی محبت کا پیغام تھا، یہ پیغام کونے کونے تک پہنچا، احساس کمتری مٹتا گیا، انسانی برادری کا تخیل عام ہوتا گیا۔

ان "انسان دوست" درویشوں کی ذہنی تخلیقات ہمارے ادب کا گرانقدر سرمایہ ہیں ان کی تلاش و تحقیق، ترتیب و اشاعت ہمارا فرض ہے۔ تاکہ ان بزرگوں کے کارناموں سے ہماری نئی نسل کی روح کو بالیدگی اور نظر کو عرفان کے حصول کے مواقع فراہم ہو سکیں، اس جہت میں قابل قدر کوششیں کی گئی ہیں بیشتر کارنامے گوشہ گمنامی سے منصۂ شہود پر آچکے ہیں ابھی کئی سمتوں میں تلاش کا کام باقی ہے۔ قدیم ادب کے رسیا ان کاوشوں میں مصروف ہیں۔

مہاراشٹر کالج (بمبئی) کے فارسی کے استاد ڈاکٹر نور السعید صاحب اختر اس قبیلہ کے جواں سال محقق ہیں۔ وجہی کی متصوفانہ تصنیف "تاج الحقائق" کو جانفشانی، دیدہ ریزی، اور دقت نظری کے ساتھ انھوں نے اپنے تحقیقی مقالہ کے لئے ترتیب دیا۔ دکن کے ادبی نقوش کی تلاش میں ان کی تحقیقی دلچسپیاں بڑھتی گئیں، "نقوش دکن" ان کے تحقیقی مضامین کا مجموعہ ہے اس سے ان کی تلاش، محنت، اور مطالعہ کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر اختر نے شاہ تراب چشتی کی تصانیف کا سراغ لگایا وہ ان کی ترتیب و اشاعت میں کوشاں ہیں۔ شاہ تراب کے حالات اور تصانیف کے مختصر تعارف کے ساتھ ان کی ایک مثنوی۔ "گلزار وحدت" کو پیش کیا جا رہا ہے۔ مرتب کا انداز سادہ اور سلیس ہے ذوق پاکیزہ اور ستھرا ہے وہ خلوص اور لگن سے اپنا کام کرتے ہیں، "محنت" کی "لذت" میں ہی محنت کی داد کو محسوس کرتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ ان کی تالیف "مثنوی گلزار وحدت" کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائیگا۔

شیخ فرید

۱۸/۱۰/۷۸

مقدمہ

قدیم اردو کی ابتداء صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے ہاتھوں ہوئی اسی لئے اردو کا ابتدائی ادب تصوف کی گلکاریوں سے مزین ہے، دکن میں ان بزرگوں نے نہ صرف اسلام کی توسیع و تبلیغ کے لئے ایک عام فہم زبان کی داغ بیل ڈالی. بلکہ غیر مذاہب کی متبرک کتابوں کا بھی بغور مطالعہ کیا اور ان کی اچھی باتوں اور ان کے فلسفہ و عقائد کو نظم و نثر کے سانچوں میں ڈھال کر ایک نئے انداز فکر کی بنیاد ڈالی. اس تحریک کے اولین بانیوں میں شاہ علی جیو گام دھنی (متوفی ۹۷۳ھ ۱۵۶۵ء) قرار دیئے جاسکتے ہیں انھوں نے ہندی اور اسلامی مصطلحات کو پہلی بار اپنے دیوان "جواہر اسرار اللہ" میں جگہ دی اور "رام و رحیم" کے تصور کو یگانگت کا جامہ پہنایا. ان کے بعد "سکھ انجن" کے شاعر سید میراں شاہ ابوالحسن قادری اور مثنوی "من لگن" کے مصنف بحری کے یہاں ان ہی خیالات کی بازگشت سنائی دیتی ہے، ان بزرگوں نے قدیم اردو کے ادبی اور مذہبی ورثے کو ایک نئی آب و تاب بخشی. شاہ تراب چشتی بھی اٹھارہویں صدی عیسوی کے اسی دائرہ فکر کے بزرگوں میں سے ہیں جنھوں نے ہندی اور اسلامی تصوف کو زیادہ واضح شکل میں پیش کیا

ہے. اسلامی تصوف کے انوار جو نویں صدی ہجری سے قبل ہی دکن کو اجالوں کا دیس بنائے ہوئے تھے شاہ تراب اور ان کے پیش رووں کی کوششوں سے اور بھی منور ہو گئے

حالات: شاہ تراب کے ذکر سے تمام تذکرے خالی ہیں. البتہ ان کی تصانیف کی داخلی شہادتوں کی مدد سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام "تراب علی" اور تخلص "تراب" "ترابا" "ترابی" اور بوتراب تھا. وہ ترنامل (مدراس) کے رہنے والے تھے' اپنے صوفیانہ درجے کے باعث شاہ تراب کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے ان کے والد ماجد عبداللطیف خاں بھی نیک دل اور صوفی منش تھے. شاہ تراب نے اپنے والد کے متعلق "آئینہ کثرت" میں مندرجہ ذیل رائے کا اظہار کیا ہے.

نصیری دیکھ سبزواری تھے او — بہ درد حسین اشک جاری تھے او
نہ مذہب و ملت سے رکھتا تھا کام — تھا مشغول دریا دحق صبح و شام[1]

شاہ تراب کی صحیح تاریخ پیدائش کا علم نہ ہو سکا، البتہ اتنا وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ان کے پیر و مرشد پیر پادشاہ حسینی نے ۱۱۱۵ ہجری میں انھیں خرقہ خلافت عطا کیا تھا اس واقعہ کا ذکر شاہ تراب نے مثنوی "ظہور کلی" کے انیسویں باب میں اس طرح کیا ہے:

او ولی عصر مرشد نامدار — در سن پنجدہ و یک صد یکہزار[2]

---

۱ آئینۂ کثرت، من سمجھاون ص ۹ ۲ محترمہ ڈاکٹر سیدہ جعفر نے پنجدہ سے پچاس مراد لئے ہیں دراصل پنجدہ پنج اور دہ کا مرکب ہے جس سے پندرہ برآمد ہوتے ہیں. دیکھئے من سمجھاون مرتبہ سیدہ جعفر ص ۱۴

روز جمعہ ماہِ رجب وقتِ شام — دی خلافت گنج الاسرار بخشے نام

شاہ تراب کی تصنیف وتالیف کا سلسلہ ۱۲۰۷ھ تک جاری رہا اسی سنہ میں انھوں میں مثنوی آئینۂ کثرت مکمل کی تھی اس اعتبار سے شاہ تراب یقینی طور پر ۱۲۰۷ سال تک بقید حیات رہے، افسوس ہے کہ ان کی تاریخ وفات کے متعلق کوئی اشارہ نہیں ملتا.

تعلیم و تربیت: شاہ تراب کی ابتدائی تعلیم و تربیت ان کے والدین کے دامن میں ہوئی اس کے بعد انھوں نے علم و ادب کا اکتساب کیا اور عربی و فارسی میں کمال حاصل کیا۔ انھیں علم رمل اور نجوم پر بھی قدرت حاصل تھی۔ ہندو مذہب اور اس کے فلسفے کی کتابیں بھی ان کے زیر مطالعہ رہیں جیسا کہ انھوں نے خود لکھا ہے ؎

مجھے آکر پڑی یو فکر ایک بار — کہ دیکھوں اہلِ ہند میں کیا ہے تکرار
چلن میں تو بظاہر سب ہیں بے ڈھنگ — سمجھتے ہیں خدا اپنا یت سنگ
مگر ان کی کتابوں دیکھنا سب — تو ظاہر سب ہویگا ان کا مطلب
پڑا تب سوں ان کی کتابان — دسیا ہر جا او ہی شمع تابان ؎

چند اشعار اور ملاحظہ ہوں:

غرض کچھ نیں تھا ہندی فارسی سوں — اتھاہ در کار یاراں جز رسی سوں

؎ گلزار وحدت ص ۳۳۸ تا ۳۴۱

سگل بید (وید) و پران کا سیر کیتا — چہ رامائن چہ بھگونتہ گیتا
ہوا جب ہندوی میں اس خبر دار — تو پایا اصطلاح کا پھیر یکبار

دیگر مذاہب کی کتابوں کے مطالعہ نے شاہ تراب کے فکر و فن میں بڑا انقلاب پیدا کیا، انھوں نے ہندی اور اسلامی عقائد و فلسفیانہ مسائل کا تقابلی مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ "رام اور رحیم" میں صرف لفظی پھیر ہے ان کا مفہوم ایک ہی ہے مثلاً ؎

اوہی اللہ او ہی شیو ہری نام — ہے یک محبوب ہیں جس کے اتے نام
(گلزار وحدت ۳۴۴)

شاہ تراب کے پیر و مرشد پیر پادشاہ حسینی کے فیضِ تربیت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا، پیر پادشاہ حسینی کا روحانی سلسلہ شاہ میراں جی شمس العشاق سے ملتا ہے. میراں جی شمس العشاق سے کر پیر پادشاہ حسینی تک خرقہ خلافت اسی خاندان کے لوگوں تک محدود رہا پیر پادشاہ حسینی نے اسے پہلی بار ۱۱۵۱ھ میں شاہ تراب چشتی کے سپرد کیا جو اس خاندان کے فرد نہیں تھے. اس سے شاہ تراب کے صوفیانہ مرتبے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ؎

نہ کوئی اھلِ دل مجھ پاس آتا — نہ میں کس پاس جا شیخی جگاتا
نہ قدر و منزلت کس پاس چنداں — نہ ہے داد و دہش کی آس چنداں
بہر صورت گذر جائے اوقات — اپس قسمت او پر شاکر ہوں دن رات

؎ گلزار وحدت ص ۳۳۲ تا ۳۳۴

نہ میرے علم کا کوئی قدرداں — نہ میں پھرتا ہوں سرگرداں و حیراں

اگر جو اہلِ دنیا خر صفت ہے — اس عارف سے کیا موفقت ہے

پچھانے اہلِ باطن کوں اگر اد — کلاتا کیوں بچارا کور کراد

نہیں طعنہ کیا کس پر حسد سوں — مجھے کیا کام کس کے نیک و بد سوں ؎۱

یوں تو شاہ تراب چشتی نے ہر صنفِ نظم میں طبع آزمائی کی ہے وہ اپنی ہر نظم میں تصوف کے اسرار و رموز کو سلیس اور عام فہم پیرائے میں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں انھیں چونکہ علم رمل اور نجوم پر پوری قدرت حاصل تھی۔ اسی لئے انھوں نے علم رمل سے متعلق ایک طویل نظم لکھی ہے جس میں علم رمل کی تمام اصطلاحوں کا استعمال بڑی صفائی اور چابکدستی سے کیا ہے ان کی غزلیں قصائد اور متعدد چھوٹی چھوٹی نظمیں بھی اس کی غمازی کرتی ہیں کہ شاہ تراب چشتی کو پیچیدہ صوفیانہ اور فلسفیانہ مسائل کو صاف اور شستہ انداز میں بیان کرنے کا خاص ملکہ حاصل تھا آج تک شاہ تراب کی اردو کے نثری نمونے دستیاب نہ ہو سکے البتہ راقم کو ان کی فارسی نثر کا ایک اقتباس ملا ہے جو اس کی دلیل ہے کہ شاہ تراب کو نظم کے ساتھ نثر لکھنے کا بھی شوق تھا ان کی نثر تکلفات سے عاری ہوتی تھی ذیل کا اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

"روزے مرشدِ حقیقی کعبہ حقیقی حضرت پیر پادشاہ حسینی قدس اللہ سرہٗ

۱ے گلزار وحدت ص ۵۲-۲۲۶

العزیز درباغ آشتی جلوس رقص فرمودند ہمہ خلفا و مریدان در مجلس حاضر بودند دریں حالت میاں صاحب پسر منعرف گنج بخش سوال نمودہ کہ یا مرشد نا اصل حضرت خمس چہ چیز است آں قبلہ برحق کعبہ مطلق ایں غلام می فرمودند کہ اے گنج الاسرار جواب پسر منعرف گنج بخش دریاب و حضرت خمس بگو۔ غلام بموجب حکم سجدہ ہا بجا آوردہ وگفت میاں صاحب اگر عالم غیب کہ می پرسی ایں بیت کافی است:

درگوش تو جملہ استاد ال دانستم — کہ بنا گوش تر بوسہ زود آب نشد

(مجموعہ نظم نمبر ۲۹۷۶۷/۹۳ انجمن ترقی اردو علیگڈھ ص ۲۳)

تصانیف: ۱: **ظہور کلّی**: یہ ایک طویل نظم ہے جس میں بقول شاہ تراب تمام ہندی اصطلاحوں کی وضاحت موجود ہے۔

تمام اصطلاح ہندی عیاں ہے — ظہور کلی میں اکثر بیاں ہے

(گلزار وحدت: شعر نمبر ۳۳۱)

اس نظم کا سنہ تصنیف ۱۱۷۱ھ ہے جیسا کہ شاہ تراب نے خود کہا ہے:

گفت ظہور کلی مولانا علی — سال تاریخ کتاب منجلی

جب ہوا میرے پو فضل تراب — اور مقرر پھر کیا نام کتاب

۲: **من سمجھاون**: یہ نظم ترکیب بند کے طور پر لکھی گئی ہے اس کے ہر حصے میں ایک علیحدہ موضوع کو نظم کیا گیا ہے شاہ تراب نے یہ نظم مراٹھی ادب کے مشہور فلسفی اور شاعر رام داس کی مشہور و معروف نظم "مناچے شلوک" کے جواب میں

لکھی ہے۔ اس نظم کا سنہ تصنیف صحیح طور پر معلوم نہیں۔ داخلی شہادتوں کی بنا پر یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ ۱۱۷۱ھ کے آس پاس لکھی گئی ہوگی۔

۳: گیان سروپ[1]: یہ نظم شاہ تراب نے ترجیع بند کے طور پر لکھی ہے۔ اس میں ۵۹ بند ہیں اس نظم میں مختلف موضوعات پر روشنی ڈالی ہے اور خاص طور پر اپنے پیر و مرشد کی تعریف و توصیف کی ہے۔ اس نظم کا سنہ تصنیف بھی نا معلوم ہے۔ البتہ اتنا یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ نظم ۱۱۱۵ھ کے بعد تصنیف ہوئی اس نظم میں شاہ تراب نے کئی سنسکرت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ آخری بند میں اس نظم کے نام کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

اے گیان سروپ سب ہوا تمام | بل گیان سروپ اس رکھا نام
ستگرو سوں دیکھو اسے مدام | ترلوک کا سار اکھا مقام
میں عین علی کا صحیح غلام | منج رات ہور دن سب ایہی کام
جو پیر حسینی پیارا ہے | اے تراب اوس بلھارا ہے

۴: گلزار وحدت: اس نظم کا موضوع تصوف کے اسرار و رموز کی عقدہ کشائی ہے اس کے چودہ (۱۴) ابواب ہیں۔ ہر باب کو گل کا نام دیا ہے۔ اس نظم کا سنہ تصنیف ۱۱۷۳ھ ہے اور اس کے اشعار کی تعداد ۵۹۸ ہے

۵: گنج الاسرار: یہ ایک طویل نظم ہے۔ اس میں علم رمل کی باریکیوں کو

[1] گیان سروپ از شاہ تراب چشتی مرتبہ ڈاکٹر نور السعید اختر، نوائے ادب بمبئی جنوری سنہ ۱۹۷۰ء

واضح کیا گیا ہے۔ مصنف نے اپنے خلیفہ کے حکم سے اس رسالے کا نام گنج الاسرار رکھا اس کی توضیح انھوں نے یوں کی ہے

بھی اس کا نام رکھ تو گنج الاسرار | گویا سچ نام سوں ہووے گا اظہار
بحسب حکم آں شاہ نکو کار | رکھیا نام اس رسالے کا گنج الاسرار

یہ نظم ۱۱۷۹ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی، شاہ تراب نے اس نظم کی تاریخ تصنیف بھی کہی ہے

خرد تاریخ نظم انتخابی | بگفتا گنج الاسرار ترابی

۶: آئینہ کثرت: اس مثنوی میں ۱۹۶۰ اشعار ہیں اور اس کا سنہ تصنیف ۱۱۸۷ھ ہے اس نظم کا موضوع بھی فلسفہ اور تصوف ہے لیکن بعض جگہ مصنف نے اپنی نجی زندگی کے بارے میں بھی چند باتیں لکھی ہیں۔ خصوصاً اپنے والد کا ذکر اور اپنے خاندان کے دیگر افراد کے بارے میں بھی چند باتیں لکھی ہیں۔

۷: مثنوی من سمجھاون[؟] وملا: اس مثنوی کے سنہ تصنیف کا صحیح اندازہ نہیں ہے۔ اس کے نام کے بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے اس مثنوی کی ہیروئن کا نام من سمجھاون[؟] ہے اور ہیرو ایک ملا ہے۔ اس لئے اس کا یہی نام زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر سیدہ جعفر صاحبہ نے اس مثنوی کے اشعار کی تعداد ۶۲۸[1] بتائی ہے جو صحیح نہیں ہے۔ راقم اس مثنوی کا مرتبہ متن تیار کر رہا ہے اس میں اشعار کی تعداد ساٹھ سو کے قریب پہنچ گئی ہے جو پندرہ

[1] [illegible]

حصوں پر مشتمل ہے۔ اور ہر حصے کا ایک علیحدہ عنوان ہے۔ شاہ تراب نے اس میں ایک عشقیہ داستان نہایت دلکش پیرایہ میں بیان کی ہے۔

۸: **اپدیش حسینی**: شاہ تراب کی بعض نظموں کا ایک مجموعہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں موجود ہے۔ اسی میں یہ نظم بھی ہے اس مجموعے کا نمبر ۳/۴۷ ہے اس میں کل ۴۸ اشعار ہیں۔ اس میں شاہ تراب نے حروف تہجی کی خصوصیات بیان کی ہیں کہتے ہیں ؎

تراب ہیت وہشت حروف کا بیان کیا ہے را ہر ایک بیت میں ہر ایک بیت کا مطلب بیگانیارا

اس نظم کے مقطع میں شاہ تراب نے نظم کے عنوان اور وجہ تصنیف کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے ؎

ستگرو حسیر پیر حسینی جن کا سب اپدیش جس گرو کا رن ہو بیراگی تراب پھرے پردیش

۹: **نظم خاندان چشتیہ**: یہ نظم دو حصوں میں منقسم ہے پہلا حصہ "نظم خاندان چشتیہ" پر اور دوسرا "چہار پیر اور چودہ خانوادہ" پر مشتمل ہے پہلے حصے میں شاہ تراب نے حمد و نعت کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعریف و توصیف میں چند اشعار ہیں پھر اپنے خاندان چشتیہ کے تمام بزرگوں کا یکے بعد دیگرے ذکر کیا ہے۔ اس نظم کے پہلے حصہ کو شاہ تراب نے اس شعر پر ختم کیا ہے ؎

اے تراب وصف میں زبان کھول چار پیر چودہ خانوادی بول

اس نظم کے ابتدائی حصے میں چار پیروں اور اس کے بعد میں خانوادوں کا ذکر ہے، اس میں اشعار کی تعداد ۸۰ ہے۔

۱۰: **دو چھوٹی نظمیں**: (۱) اس نظم کو راقم نے "سوالات شاہ تراب" کا عنوان دیا ہے۔ اس نظم کے اشعار کی تعداد ستره ۱۷ ہے۔ اس میں شاہ تراب نے پیر و فقیر سے سوالات کئے ہیں جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں:

مطلع: سب پیر ہور فقیر کو میرا سوال ہے کل شے اوپر محیط سوں کیوں ذوالجلال ہے

مقطع: اوہی میرے سوال کا دیوےگا خوش جواب جس کو تراب پیو کا میرے وصال ہے

۲: شاہ تراب کو علم نجوم پر پوری قدرت حاصل تھی ان میں علم نجوم کی اصطلاحات کو نظم کرنے کا خاص ملکہ تھا۔ اس مختصر سی نظم میں جس کے اشعار کی تعداد کل ستره ۱۷ ہے ہر شعر میں ایک دقیق بات بیان کی گئی ہے۔ مقطع میں شاہ تراب نے خود ہی اقرار کیا ہے کہ انھوں نے عاشق صادق کے لئے یہ باتیں نہایت اختصار کے ساتھ کہی ہیں۔

طالب صادق کی خاطر اے تراب چند ابیات یو کہا ہوں مختصر

غزلیں اور قصائد: شاہ تراب کی تیس ۳۰ کے قریب غزلیں اور چند قصائد بھی ملتے ہیں۔ غزلوں پر بھی مذہبی اثر موجود ہے۔ اکثر غزلیں چھوٹی اور مترنم بحروں میں ہیں۔ شاہ تراب نے غزل میں اپنے پیر و مرشد کا تتبع کیا ہے۔ اس لئے غزلوں کے رنگ و آہنگ پر تصوف و معرفت کا اثر غالب ہے۔ راقم کو شاہ تراب کی ایک ایسی بھی غزل دستیاب ہوئی ہے جس میں "کرشن جی" کی تعریف موجود ہے۔ اس غزل کے چند اشعار یہ ہیں ؎

لگا ہے دل مرا اس سوں کہ جو مرلی ورا ری ہے
سلونا سانولا دلبر گرودھر جس کی سواری ہے

چرا تا بن میں گو سارے او نیند ا نگر کمل پوش
اہی گو پال مرلی دھر سوا دھن مرلی کی پیاری ہے

نا ہندو مسلمان کے او سنٹر اقید میں ہرگز
تراب مبتلا کے تئیں دیا جو بے قراری ہے

ایک اور خوبصورت غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :

رہتا ہوں صبح و شام گرفتار کیف میں
حیرت زدہ ہوں صورت دیوار کیف میں

اے زاہد نہ پوچھ منجے صوم ہور صلوٰۃ
کیا صوم ہور صلوٰت درکار کیف میں

جب جائیں گے تمام نمازی بروزِ حشر
میں جاؤں گا بحالت سرشار کیف میں

دی نقد جاں ہوا ہوں خریدار جام مے
پاتا ہوں آج گرمی بازار کیف میں

تب سوں خیال کیف میں رہتا ہوں اے تراب
پایا ہوں جب سے لذتِ دیدار کیف میں

شاہ تراب نے کسی بادشاہ یا امیر کی مدح سرائی نہیں کی ان کے تمام قصائد حضرت علیؑ کی تعریف و توصیف سے مالا مال ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

در پردہ کن گنج نہاں تھا سو علی تھا
پرکار خط مرکزِ جاں تھا سو علی تھا

جب وحی محمد پہ ہوئی حق سے نازل
جبریلِ کوں امداد لساں تھا سو علی تھا

باللہ کہ تراب نجف ہے زینتِ تبریز
ازبس کہ اسے امن و اماں تھا سو علی تھا

گلزار وحدت بحیثیت نظم : گلزار وحدت سیدھی سادی مگر دل کش متصوفانہ مثنوی ہے اس کا اسلوب شستہ شگفتہ اور رواں ہے خوبصورت استعارے اور نادر تشبیہیں استعمال کی گئی ہیں۔ کہیں کہیں سنسکرت الفاظ اور

ویدانتی فقرے بھی ہیں۔ کچھ اشعار بحر سے خارج ہیں اس میں شاہ تراب نے صوفیانہ مسائل کو سلیس پیرائے میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے شیخ محمد شبستری (م ۷۲۰ھ مطابق ۱۳۱۷-۱۸ء) مشہور عالم صوفی کے کلام کے حوالے بھی دیئے ہیں ؎

شعر نمبر

یہاں بولے ہیں صاحب گلشن راز
ہوئے جو معرفت کے فن میں ممتاز ۹۴

رسد چوں نقطہ آخر با وّل !
درانجا نی ملک گنجد نہ مرسل ۹۵

تراب بلبل باغ الٰہی
کلام گلشنِ راز ہے گواہی ۱۳۹

جہاں انساں شد و انساں جہانے
ازایں پاکیزہ تر نبود بیانے ۱۴۰

کہے ہیں خوب صاحب گلشن راز
اپس تصنیف میں یو بیت ممتاز ۱۹۱

سیاہی گر بدانی نور ذات است
بتاریکی درو آب حیات است ۱۹۲

یہ اشعار اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ شاہ تراب نے "گلشن راز" کا بڑی باریک بینی سے مطالعہ کیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انھوں نے "گلزار وحدت" اسی سے متاثر ہو کر لکھی ہو۔ دونوں تصانیف کے ناموں کے پہلے جز میں ایک گونہ مماثلت بھی پائی جاتی ہے اس مثنوی میں ایک اور بزرگ میر قنبر شاہ دلدل کا حوالہ بھی ہے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ تراب کو میر قنبر شاہ دلدل سے[1] عقیدت تھی چنانچہ لکھتے ہیں ؎

کرے گا نالہ و فریاد ہر گل
بیاد میر قنبر شاہ دلدل (۵۴۷)

---

[1] شاہ قنبر کا فارسی دیوان سالار جنگ لائبریری میں موجود ہے اس دیوان کے آخر میں دکنی کلام موجود ہے

"گلزار وحدت" کے چودھویں گل میں مصنف نے اپنی مثنوی سے متعلق کئی باتیں لکھی ہیں۔ اس کے نام اور سنہ تصنیف کے ذکر کے بعد کہتے ہیں کہ جو کوئی گلزار وحدت کی سیر کریگا اس کو نہ صرف حق اور غیر حق کی تمیز آجائے گی بلکہ باغ کثرت میں پائے جانے والے نقشہائے رنگ رنگ کی پرکھ کا مادہ بھی پیدا ہو جائے گا۔

جو ہوئے بلبل باغ کثرت — سو پاوے رنگ و بوئے باغ کثرت ۵۴۳

جو لوگ راہ خدا میں گرم سفر ہیں ان کے لئے گلزار وحدت کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس سے بہت سے اسرار حقیقت اور رموز حیات منکشف ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں شاہ تراب نے شاعرانہ تعلی سے بھی کام لیا ہے۔

جو کوئی عارف باللہ کہلاوے — میرے گلزار وحدت میں او آوے (۵۵۱)

شاہ تراب کے نزدیک باخبر دل متاع حیات ہے وہ اسکی تعریف میں کہتے ہیں:

ہے آدم او جسے دل کی خبر ہے — خبر دل سوں رکھا سو او بشر ہے (۵۷۳)
نہیں او دل جو رکھتے سب بہائم — اہے او دل کہ جس تے عرش قائم (۵۷۴)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عقیدت کا اظہار شاہ تراب کی ہر مثنوی اور نظم میں موجود ہے گلزار وحدت میں بھی انھوں نے ان کو خراج عقیدت پیش کیا ہے:

الٰہی حب حیدر میں مجھے رکھ — ہمیشہ یاد صفدر میں مجھے رکھ ۵۸۵
اگر قالب سوں جی نکلے گا اک بار — بیاد حیدر صفدر مجھے مار ۵۸۶

اس مثنوی کے بیشتر اشعار میں شاہ تراب نے پیر طریقت شاہ امین الدین علی

بیجاپوری اور اپنے پیرو مرشد پیر پادشاہ حسینی کا بار بار ذکر کیا ہے اور اپنی عزلت گزینی اور ولی عصر ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔

کلایا جو امین الدین علی کا — کیا شہرت جہاں میں کاملی کا ۵۹۰
ملا جب مرشد کامل زبردست — بجایا جب جہاں میں طبل شہرت ۵۹۱
علم دار امین الدین علی ہوں — ملامت پیشہ پوشیدہ ولی ہوں ۵۹۲
ملامت بینگی ہے عین راحت — عجب دولت ہے باللہ کنج عزلت ۵۹۳
ہوا ہوں گنج الاسرار حسینی — غلام کفش بردار حسینی ۵۹۴

شاہ تراب نے اپنی تمام مثنوی میں یہ اہتمام کیا ہے کہ ہر گل کے خاتمہ پر اپنا تخلص لکھا ہے اور اگلے گل کا تعارف بھی کر دیا ہے قرآنی آیات اور اقوال کے جابجا حوالے بھی دیئے ہیں جس سے ان کا انداز بیاں پر زور اور نظریات واضح ہو گئے ہیں۔

گلزار وحدت میں مندرجہ ذیل ضرب الامثال استعمال ہوئی ہیں:

۱: بلا کے پھول پان دائی کے سر پر ۳۹۷
۲: باندر کی بلا طویلے کے سر ۴۲۳
۳: خر بے دم سراپا کور دگر ہے ۵۵۳

جدید لسانیات کے ماہرین نے اٹھارہویں صدی عیسوی کی قدیم اردو کا لسانیاتی تجزیہ کر کے جن اہم باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ سب کا سب گلزار وحدت میں موجود ہیں۔

گلزار وحدت کا خلاصہ: مثنوی گلزار وحدت کی ابتدا تصوف کی روایتی مثنویوں کی طرح حمد سے ہوتی ہے اس میں "رازِ کن" اور "اسرارِ فکاں" کی تشریح کے ساتھ ساتھ وحدت واحدیت اور احدیت کے مسائل کی توضیح بھی موجود ہے۔ نور احمد اور میم محمد کی افادیت اور وجود آدم کے ظہور کی اہمیت پر بھی بحث کی گئی ہے۔ وجود آدم سے متعلق شاہ تراب کا خیال یہ ہے کہ ؎

وجود ہے ذات واجب یعنی اصفات — وجود کا وصفِ خاص ہے اعتبارات (۲۲)
وجود و علم و نور و فہم شعور ہے — یہ وصف خاص او واجب وجود ہے (۲۷)

دوسرا "گل" موم کی تمثیل اور وصف موم پر مبنی ہے۔ موم سے کئی چیزیں بنائی جاتی ہیں اس کی ساخت اور شکل میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن اس کی صفات جوں کی توں رہتی ہیں ؎

یکے خشکی دوم توں جان گرمی — سیوم سختی چہارم بوجہ نرمی (۳۷)

جس طرح موم کی مختلف شکلوں سے موم کے وجود میں کوئی فرق نہیں آنے پاتا اسی طرح ذات حق کے جلوے ساری دنیا میں مختلف شکلوں اور صورتوں میں نمایاں ہیں۔ لیکن اس کا وجود اپنی جگہ قائم ہے۔ شاہ تراب نے اس "گل" میں وحدت کے تصور کو سیدھے سادے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس کے بعد سونے کی مثال دی ہے کہ زرگر سونے کی الگ الگ چیزیں بناتا ہے جس سے اس کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں لیکن سونے کی صفات جوں کے توں قائم رہتے ہیں۔

تیسرے "گل" میں "ہفت اصفاتِ قادر" کا تعارف کرایا ہے۔ اسے "سبعہ صفات" بھی کہتے ہیں اس میں بتایا گیا ہے کہ حق شناسی کے لئے عقل کی رہنمائی درست نہیں بلکہ اس کے لئے جذبۂ عشق ضروری ہے اس کے بعد روح ناطق کی باریکیوں کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ روح ناطق دراصل تجلی کا دوسرا نام ہے اور اسی سے عقل وجود میں آئی ہے ؎

تجلی قدیر ام الدماغ ہے — کہ انسان میں دماغ عین فراغ ہے (۴۲)

اس کے بعد تجلی علیم "تجلی کلیم" "تجلی مرید" کے نام سے علم ثلاثی بیان کئے ہیں، وہ کہتے ہیں علم ثلاثی ہر جگہ موجود ہے ؎

ہر ایک شے میں ثلاثی علم جانو — بجز ان کے نہیں ہے کچھ پچھانو (۸۱)

علم ثلاثی کی توضیح ذیل میں کی گئی ہے ؎

سبع علم ثلاثی اے برادر — خدا او نور قدرت بوجہ اکثر (۸۰)

موجودات دنیوی نور احمد کی برکت سے وجود پذیر ہوئے ہیں، محمد دراصل نور حق ہیں پھر اس کی تشریح کی گئی ہے کہ نور احمد نے کس طرح عناصر خمسہ کا قالب اختیار کیا اور ان کا ایک دوسرے سے کس طرح تعلق پیدا ہوا۔

"گل" چہارم حق و حقیقت اور وحدت و کثرت کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ اس میں وحدت و کثرت کی حقیقت و ماہیت سمجھائی گئی ہے ؎

تجلی اول کا نام ہے وحدت — تجلی ثانی یعنی واحدیت (۱۳۳)

تجلی اول کا نام ہے وحدت — تجلی ثانی یعنی واحدیت (۱۳۳)

یہی انسان اول وحدت ہے نام — سمجھ انسان ثانی کثرت نام (۱۳۴)

گل پنجم میں بتایا گیا ہے کہ انسان جو ایک ادنیٰ اسی مخلوق ہے اس نے اطاعت خداوندی کا بار اپنے سر لے لیا، جس کو اٹھانے کی عرش و فرش پر کسی نے بھی ہمت نہیں کی، اس لئے انسان قابل ستائش ہے کہ اس نے جرأت سے کام لیکر فرشتوں کو بھی مات دی لیکن اب وہ لذات دنیوی میں مشغول ہو کر ناکارہ ہو گیا ہے

اے او بے خبر بیہوش مجہول — امانت داری کیوں اپنی گیا بھول (۱۵۲)

اسی گل میں آگے چل کر بتایا ہے کہ مکر و فریب نے مذہب کی حقیقی روح پر ریاکاری کے پردے ڈال دیتے ہیں۔ اس لئے محاسبے اور مجاہدے کو فراموش کرنے والے حقیقت تک کس طرح پہونچ سکتے ہیں؟ ان کے نزدیک سب سے بڑا پردہ علم ہے۔ کیوں کہ اہل علم صرف و نحو، حکمت و نجوم اور رسمی علوم کی تحصیل میں حیران و سرگرداں رہتے ہیں اس لئے حقیقت تک ان کی رسائی کس طرح ہو سکتی ہے۔

استعی میمنیؒ کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ بشر کے لئے نور ایمان کی "خبر" ضروری ہے۔ اگر اس پر جسمانی کثافتیں غالب آگئیں تو اس کے نفس پر شیطان سوار ہو جاتا ہے۔ اہل ایمان کے لئے مئے وحدت سے سرشاری ضروری ہے۔ اس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے ؎

اگر او کیف ہوئے سب کے دل میں — دسے کیف الٰہی آب و گل میں (۱۷۸)

چھٹا گل "شیخ جاہل" سے متعلق ہے، اس میں نام نہاد پیروں اور مریدوں کی حقیقت ظاہر کی ہے اور مرشد کامل اور اس کی خصوصیات کو پیش کر کے جاہل پیروں کی کوتاہیوں کو بیان کیا ہے۔ جو اس زمانے میں عام تھیں ان کے نزدیک پیر کامل کی تلاش آسان نہیں ہے، اس کے لئے مرید کو صحرانوردی کرنی پڑتی ہے اور اصل و نقل کی پہچان کے لئے دیدہ وری سے کام لینا پڑتا ہے۔ ورنہ نقلی پیر شعبدہ بازی کے ذریعہ کم عقل مریدوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں۔ شاہ تراب نے ان پیران جاہل کو پنڈاریوں سے تشبیہ دی ہے جن کا پیشہ لوٹ مار ہے ؎

دھریں جرأت عجب او صاحب ذات — پنڈاری لشکر سا ہو کی ہے مات (۲۲۶)

ان کے نزدیک وہی شخص پیر کامل کہلائے جانے کا مستحق ہے جس کے آبا و اجداد بھی عارف باللہ رہ چکے ہوں، وہ کہتے ہیں ؎

سزاوار ہے او سے پیر کا مسند — کہ جس کا معتبر مشہور ہے جد (۲۴۲)

او البتہ اچھیگا پیر کامل — ہوا ہے جد و آبا جس کا واصل (۲۴۳)

ساتواں گل وجود ذات مطلق پر ہے اس میں وجود انسانی اور ضرورتِ تن کی پیچیدگیوں پر روشنی ڈالی ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے بزرگان طریقت اور صوفیائے کرام کی سندیں پیش کی ہیں مثلاً میراں جی شمس العشاق کے حوالے سے کہتے ہیں:

دسے واجب وجود کر اے عزیزاں — کہے اس تن کوں حضرت شاہ میراں (۲۵۹)

یوں تن واجب گگر بولے جو حضرت — یہاں کرتے ہیں علمار ساری حجت (۲۶۰)

اسی گل میں میراں جی شمس العشاق اور ان کے خلفار کا شجرہ بھی بیان کیا ہے اس شجرے میں شاہ برہان الدین جانمؒ، امین الدین اعلیٰ، بابا شاہ حسینی، حضرت علی پیر اور پیر پادشاہ حسینی شامل ہیں۔ اس گل کا اختتام اس شعر پہ ہوتا ہے ؎

ترابؔ نقش پائے آں ولی ہے — کہ جس کا جد امین الدین علی ہے (۲۸۴)

گل ہشتم ارواح اور اجسام کے ذکر پہ مشتمل ہے۔ اس میں عالم کثیف اور ناپاک اجسام پر بحث کی ہے عالم کے اقسام گنائے ہیں اور اقسام ارواح کی تشریح کی ہے۔ مثلاً ؎

یکے نامیہ دویم متحرک جان — سیوم ناطق چہارم قدیہ پچھان (۲۹۸)

اس کے بعد خانۂ قلب میں رہنے والی چاروں روحوں کی تفصیل پیش کی ہے ؎

ہے روحِ نباتی در جگر جان — ہے در گردہ جمادی روح پچھان (۳۰۹)

سچ توں روحِ حیوانی کوں ہے دل — دماغ میں روح انسانی ہے داخل (۳۱۰)

بدن میں روح انسانی ہے سب — ولیکن ہے سراپا صنعتِ رب (۳۱۱)

گل نہم نظریۂ ہمہ اوست کی وضاحت پہ ہے اس میں روح جمادی اور روح نباتی کی تشریح کی گئی ہے۔ جگر میں رہنے والی روح کو "نباتی" گردہ میں رہنے والی روح کو "جمادی" دماغ والی کو، دل میں بسنے والی کو روح کو "روح حیوانی" بتایا ہے۔ اس گل میں انھوں ... ہل ہنود کی کتابوں سے بھی استفادہ

کا اعتراف کیا ہے اور عناصر خمسہ اور حواس خمسہ کے سنسکرت مترادفات شامل کئے ہیں۔

غرض کچھ نیں تھا ہندی فارسی سوں — اتحاد رکار یاراں جنہ رسی سوں (۳۳۲)

سگل بید و پران کا سیر کیتا — چہ راماین وچہ بھگونتہ گیتا (۳۳۳)

دسویں گل میں "کل شئی محیط" کی تشریح ہے۔ شاہ تراب کا نظریہ یہ ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ وہ آفاقی ہے ان کے نزدیک جلوۂ معبود دیر و کعبہ زاہد و پجاری اور مفلس و غنی سب کے دل میں ضو فشاں ہے اس سلسلے میں ان کے یہ اشعار غور طلب ہیں ؎

کہیں بلبل کہیں گل ہور کہیں مل — کہیں شیشہ کہیں آواز قلقل (۳۵۴)

کہیں ساقی کہیں ساغر کہیں دور — کہیں عاشق کہیں معشوق پر جور (۳۵۵)

انھوں نے انسان کو "سرّ حق" اور حق کو "سرّ انساں" بتاتے ہوئے حقیقت واحدیت، حق احد، اور وحدت وغیرہ کی تشریح کی ہے اور واحد کو "اصل اشیار" بتایا ہے، چنانچہ کہتے ہیں ؎

احد ہے اصل اشیار اے برادر — بھی واحد اصل تعدادِ منزر (۳۷۸)

گیارہواں گل اسمائے محمدؐ اور آدم حقیقی کے ذکر میں ہے، اس میں آدم کی ان خصوصیات کا بیان ہے جس کی وجہ سے اس کو فرشتوں پر فوقیت دی گئی ہے۔

بارہویں گل میں ذکر "یگانگی" اور "عبد معبود" کا بیان، اس میں بتایا گیا ہے

کہ انسان خدا میں واصل بھی ہے اور اس سے جدا بھی، جیسے لفظ میں معنی پنہاں ہوتے ہیں. لیکن دونوں جدا بھی ہیں ؎

بچ تو بشر میں یوں خدا ہے   نہیں جوں حرف سوں معنی جدا ہے (۴۲۵)

پھر بتایا گیا ہے کہ انسان کمزور و ناتوان ہے محض لطف الٰہی سے اشرف المخلوقات کے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز کیا گیا. اس کا سبب وہ جرأت بھی تھی جو فرشتوں کے مقابلہ میں دکھائی تھی

فرشتوں میں نہیں تھا تاب و طاقت   اٹھا لیویں جو دبارِ امانت (۴۵۴)

تیرہویں گل میں آیۃ النور کا بیان ہے، اس میں قلب انسانی کی اہمیت بتائی گئی ہے. عارف کامل کا دل درگاہ الٰہی سے کم نہیں لیکن دل کا سمجھنا بہت مشکل ہے ؎

ہے تیرے روبرو دل توں ہے بیدل   سمجھنا دل کے تئیں سب کے ہے مشکل (۵۲۶)

دل کے رازہائے مخفی کو سمجھنے کے لئے مرشد کامل کی دستگیری ضروری ہے ؎

سمجھنا دل کوں کار بوالہوس نیں   بجز مرشد تو عرفاں کچھ ہوس نیں (۵۲۸)

اول درکار ہے مرشد تو کامل   کرے ارشاد سوں جو واقف دل (۵۳۰)

مکاف دل کو پانا کچھ ابہج نیں   بجز مرشد تو بھی دیگر ہیچ نیں (۵۳۱)

اگر مرشد ملا ہے تجھ کوں کامل   تو البتہ ہوا ہے صاحب دل (۵۳۲)

چودھواں گل خاتم انساب اور اختتام کلام پر مشتمل ہے اس

میں مصنف نے مثنوی کے نام اور سنہ تصنیف کی صراحت کی ہے. شاہ تراب عارف کامل تھے. اس لئے اپنی مثنوی کا نام بھی اسی مناسبت سے منتخب کرنا چاہتے تھے ایک مرتبہ تمام رات اسی فکر میں غلطاں رہے بالآخر ہاتف صبح نے یہ صدا دی ؎

دیا آواز ہاتفِ صبح یک بار   کہ ہے گلزار وحدت گنج الاسرار (۵۳۷)

یکایک جو سنا ہاتف کا آواز   رکھا "گلزار وحدت" اسم ممتاز (۵۳۸)

ہزار و یکصد و ہفتاد و سہ سن ۱۱۷۳ھ   مرتب جب ہوا گلزار روشن (۵۳۹)

مثنوی کا اختتام ان اشعار پر ہوتا ہے ؎

جو ہے بوطالبی سو لیو ترابی   ہوا شیرازۂ ختم کتابی (۵۹۷)

ترابؔ نقش نعلین حسینی   کیا ختم سخن رسمی و عینی (۵۹۸)

گلزارِ وحدت کے مخطوطے

"گلزارِ وحدت" کے تین مخطوطے راقم کے پیش نظر ہیں۔ ان میں سے ایک مخطوطہ اسٹیٹ سینٹرل لائبریری حیدرآباد کا مخزونہ ہے جسے "نسخہ الف" کے نام سے یاد کیا گیا ہے دوسرے دونوں مخطوطے انجمن ترقی اردو علی گڈھ کی ملکیت ہیں جنھیں نسخہ "ب" اور "ج" کہا گیا ہے۔

نسخہ الف :- اس مخطوطے کے کل ۳۳ صفحات ہیں۔ ہر صفحے پر ۱۷ سترہ اشعار ہیں۔ اس کا سائز ۱۲ × ۷ اور یہ خط نسخ میں ہے مولوی نصیر الدین ہاشمی نے فہرست مخطوطات میں اس مخطوطے کی تاریخ تصنیف بارہ سو ہجری کے قریب بتاتی ہے۔ ڈاکٹر سیدہ جعفر صاحبہ نے شاہ تراب کی تصنیف "من سمجھاون" کے مقدمے میں "گلزارِ وحدت" کا تعارف کراتے ہوئے اس نظم کے اشعار کی تعداد ۵۴۸[1] بتاتی ہے جو درست نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس مخطوطے پر کاتب کا نام بھی درج نہیں ہے۔ کسی نے بعد میں سبز روشنائی سے اس پر "مثنوی چہاردہ گلزار ترابی" لکھ دیا ہے چونکہ شاہ تراب نے شعر نمبر ۵۳۸ میں اس مثنوی کے نام کی وضاحت کردی ہے۔ لہٰذا اسے "مثنوی چہاردہ گلزار ترابی" کہنا غلط ہے اس مخطوطے میں ۶۱ اشعار کم ہیں راقم الحروف نے اسی مخطوطے کو بنیادی قرار دیکر صحیح متن تیار کیا ہے۔

---

[1] من سمجھاون، مرتبہ ڈاکٹر سیدہ جعفر: مقدمہ صہ ۵۲

نسخہ ب :- یہ مخطوطہ شاہ تراب کی دیگر نظموں، غزلوں اور قصائد کے ساتھ مجلد ہے انجمن ترقی اردو علی گڑھ کی فہرست کتب میں اس کا نمبر ۲۹۷/۶۷ ہے۔ یہاں اس کا صحیح نام "گلزارِ وحدت" درج ہے۔ اس میں علیحدہ علیحدہ عنوانات چودہ گل کے نام سے قائم کئے گئے ہیں۔ جو سرخ روشنائی میں ہیں۔ خط نستعلیق ہے اور کاغذ بھی دیسی ہے یہ ۲۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحے پر ۱۴ چودہ اشعار ہیں۔ اس میں اشعار کی کل تعداد ۵۶۳ ہے۔ نسخہ "ا" میں ۳۵ اشعار ایسے ہیں جو اس میں نہیں ہیں، نسخہ "ا" کی طرح اس میں ٹ اور ڈ پر چار نقطے ہیں۔ یائے معروف اور یائے مجہول میں کوئی فرق نہیں ہے اور گ پر بھی ایک مرکز ہے۔ ترقیمے کے طور پر صرف "تمت الکتاب بعون اللہ الملک الوھاب" لکھا ہے۔ البتہ اس کے بعد شاہ تراب کی ایک اور مثنوی "ظہور کلی" ہے جو اس مخطوطے میں نقل نہیں ہوئی ہے۔ اس پر ایک تفصیلی حاشیہ ہے جس میں تصوف اور یوگ کی اصطلاحوں کو واضح کیا گیا ہے۔ سنہ کتابت اور کاتب کا نام ندارد ہیں۔ تصحیح متن کے لئے یہ نسخہ بہت کارآمد ثابت ہوا ہے۔ اس کا سائز ۷ ½ × ۵ ½ ہے۔

نسخہ ج :- انجمن ترقی اردو علیگڈھ کی فہرست مخطوطات

اس کا نمبر $\frac{۲۹۷۶۷}{۹۲}$ ہے. یہ نسخہ اگرچہ خط نستعلیق میں ہے لیکن کسی کم سواد کاتب کا نقل کردہ معلوم ہوتا ہے. اس میں املا کی بھی کافی غلطیاں ہیں. کرم خوردگی کے باعث اس کے کئی اشعار صاف نہیں پڑھے جاتے اس میں کل ۲۶ صفحات ہیں ہر صفحے میں گیارہ اشعار ہیں. اس مخطوطے میں اشعار کی تعداد ۵۳۱ ہے ایسا لگتا ہے یہ مخطوطہ "نسخہ الف" کی نقل ہے کیونکہ اس میں وہ اشعار نہیں ہیں جو "نسخہ ب" میں پائے جاتے ہیں. اس کا سائز $۶\frac{۱}{۲} \times ۸\frac{۱}{۲}$ ہے. اس میں مثنوی کا سنہ تصنیف بھی صحیح درج نہیں ہے. 'نسخہ "الف" اور "ب" میں شاہ تراب نے سنہ تصنیف ۱۱۷۳ ہجری بتایا ہے. جبکہ اس میں تاریخ تصنیف ۱۱۷۰ ہجری بتائی گئی ہے. (دیکھئے شعر نمبر ۵۳۹) اس مخطوطے کے سرورق پر کسی نے سبز روشنائی سے "رسالہ حیدری" لکھ دیا ہے حالانکہ یہ نام غلط ہے اس میں نسخہ "الف" سے چھ[۶] اور نسخہ "ب" سے بیالیس[۴۲] اشعار کم ہیں.

تصحیح متن کے نشانات : "×" اس علامت سے یہ مراد ہے کہ فلاں نسخے میں فلاں شعر یا اشعار ندارد ہیں.

"+" اس علامت سے یہ مراد ہے کہ فلاں نسخے میں فلاں شعر یا اشعار زائد ہیں.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

گلزارِ وحدت

از :- شاہ تراب چشتی

۱: بنام آنکہ صاحبِ خانۂ دل	ز شمع دل کیا روشن ہے محفل
۲: بہارِ گلشنِ ارواح و اجسام	نوائے بلبلِ آغاز و انجام
۳: نہ آخر اوس کی نا ابتدا ہے	نہ اوس کوں منتہا نا ابتدا ہے
۴: کیا پیدا اُو اول ہور آخر	کیا پیدا اُو باطن ہور ظاہر
۵: ظہور کاف و نون ہے ہر دو عالم	یکے نا لِم مؤخر یکے مقدم
۶ مقدم وحدت آخر واحدیت	ظہور عالمِ اربابِ کثرت
۷: نزولی و عروجی قابِ قوسین	خط وحدت کیا برزخ ہے (۹) مابین[۱]
۸: احد ایک میم سوں احمد[۲] کلایا	اوہی احمد محمد نام پایا
۹: اگر او میم کا پردا اٹھاوے[۳]	احد احمد منے نا کچھ فرق پاوے

۱- ج : نزول عروج کا قاب قوسین ؤ کتے وحدت کیا برزخ ہے مابین

۲ - ب : وحدت ۳- ب او جاوے

۱۰:	احد احمد میں ہو کر میم گھنگھٹ	کیا وعین گنج راز پر گھٹ
۱۱:	ہو نقاشِ ازل پروردگارا	عیاں ثابت سوں سب سنوارا
۱۲:	مصوّر کوں تو پیدا کر کے رحمان	سکھایا کردۂ تصویر انساں
۱۳:	او کھینچا نقشہ تصویرِ محبوب	اپے طالب ہو کیا اوسکوں مطلوب
۱۴:	اوسی نقشے سوں کھینچا نقشِ آدم	سنچ[۱] اشکال سارے نقلِ آدم
۱۵:	ہے آدم نورِ احمد میر عالم	نہیں منفک ہے عالم ہور آدم
۱۶:	نخست[۲] عالم اتھا در ذات باری	اتا عالم میں حق ہے ساری
۱۷:	احد ہے لاتعین ذات مطلق	وہی واجب وجود ہے خاص بر حق
۱۸:	تعین اولیں یعنی وحدت	محمّد مصطفیٰ کی او حقیقت
۱۹:	تعین ثانی یعنی عین واحد	ظہور واحدیت پر ہے شاہد
۲۰:	حقیقت ہائے انسانی ہے صادق	کہیں سب اس کے تیں حیوانِ ناطق
۲۱:	اوسی کا مدرکِ کلیہ[۳] ہے نام	کہ ہے ادراکِ اشیاء کا اسے قام
۲۲:	احد مطلق و وحدت عینِ مجمل	ہے[۴] تفصیل واحدیت کل مفصل
۲۳:	احد واحد میں برزخ ذات احمد	ظہورِ ذات حق اصفات احمد

۱- ب : ہوئے ۲- ج : ×

۳- ب : اوّل ۴- ج : ہے اے نام ۵- ب ج : ہے تفصیل

۲۴:	وجود او غیب ہویت سوں یکبار	کیا وحدت طرف جلوہ نمودار
۲۵:	احد سوں جب ہوا وحدت ہویدا	کیا وحدت سوں واحد تب پیدا
۲۶:	وجود ہے ذات واجب یعنی اصفات	وجود کا وصف خاص ہے اعتبارات
۲۷:	وجود و علم و نور و ہم شعور ہے	یو وصف خاص اُن واجب وجود ہے
۲۸:	لوازم خاصِ امکانی ز حکمت	حیاتِ علم و ارادت ہور قدرت
۲۹:	وجود سوں اعتبار امکان سوں عنصر	صدف امکان واجب اوس منے در
۳۰:	سبج توں ممتنع ہے صنع صانع	کہ غیر خود یو ذات او ہے مانع
۳۱:	دگر ممکن سبج[۱] امرِ الٰہی[۲]	کہ دیوے کاف نوں جس پر گواہی
۳۲:	پس عین رازِ کن ممکن پچھانو	اوہی امرِ الٰہی عین جانو
۳۳:	دسیا اوس امر کا سارا پسارا	سراپا رمزِ کن کا ہے نظارا
۳۴:	ترابی بول او تمثیل نادر[۴] ..	کہ ہووے سرِ مخفی جس سو ظاہر

۱- ج ب اور ۲- ب : سبج ممکن کہ تیں امرِ الٰہی

۳- ب ، کہ

۴ : ب : تراب او بول ملک تمثیل نادر

گل دویم

تمثیل موم یا وصف موم

(در تمثیلات[1])

٣٥: وجود ہے موم وجوب[2] یعنی صفت چار — مفصل یاد رکھ اے یار تکرار

٣٦: وجود ذہنی او نکوں جان اے یار — ہے موجود موم حیثیت سوں درکار

٣٧: یکے خشکی دویم توں جان گرمی — سیوم سختی چہارم بوجہ نرمی

٣٨: اہیں یو قابلیت موم کی سب — سمج مجمل مفصل سن ان کی اب

٣٩: وجودِ موم ہے صفتاں سوں قابل — کہ وصف خاص ہے نقطہ مقابل

٤٠: بنا اپ شکل موم ہر گونہ اے یار[3] — کہ اسپ و فیل جو ہے تجکوں درکار

٤١: نہیں ہے اسپ و فیل گاؤ خر ایک — بظاہر شکل سوں سب ہیں جدا دیک

٤٢: اہیں یو شکل موجود اضافی — اشارت[4] اس قدر عارف کوں کافی

٤٣: اتھے موجود ذہنی در عدم جیوں — ہوئی شکل اضافی جیوں کا پھر توں

٤٤: یو سب صورت فنا ہوتی ہے دایم — وجود موم ہے بالذات قایم

١- ب: × ٢- ج: واجب

٣- ج: بنا اپ شکل موم اگر یوں اے یار ٤- ب: اشارا

٤٥: ولیکن موم جیوں کا تیوں اصل ہے — نہ شکل موم کے تئیں کچھ خلل ہے

٤٦: وجود پاک ہے اور موم اے یار — مگر ہے قابلیت اس کی بسیار

٤٧: عیانی[1] ثابتہ موجود ذہنی — اضافہ خارجہ ذہنی ہے عینی

٤٨: وجودِ موم عین[2] غنیمت ہے — مگر یو شکل ظاہر غیریت ہے

٤٩: وجود موم او مثلِ طلا جان[3] — سراپا غیریت زیور سوں پچھان

٥٠: کہ جیسی شکل کا زیور بنایا — طلانے نام ویسا اپنا پایا

٥١: حقیقت بیچ ایسا کل احد بوجہ — ثبوت اسماء[4] واحد در عدد بوجہ

٥٢: مگر کچھ نہیں طلا میں ہے تفاوت — تفاوت ہے مگر زیور کا صورت

٥٣: اگر زیور کے تئیں پھر کوئی توڑاوے — طلا کا شکل نہ تبدیل پاوے

٥٤: طلا یعنی وجود زیور صفت جان — صفت میں فکر لازم عین پچھان

٥٥: کیا جب فکر اول دل میں زرگر — ہوئی اظہار ہر یک شکل زیور

٥٦: طلا میں نیں ہے گنجائش فکر کوں — گذر نیں ہے وہاں تارِ نظر کوں

٥٧: تفہیم خوب و زشت کا شکل سوں ہے — نہ خوب و زشت ہرگز اصل سوں ہے

٥٨: طلا کا گرچہ کوئی ساغر بناوے — تو رتبہ او لبِ دلبر سوں پاوے

٥٩: طلا اور گرچہ شکل یکساں ہوئے — کراہیت کا اوس اوپر گماں ہوئے

١- ب: عیاں ٢- ب: یعنی

٣- ب: وجود موم کے تئیں جیوں طلا جان ٤- ب: سماء سوں واحد

۶۰: طلا بالذات وجود پاک ھیگا — کہ خوب و زشت سوں بیباک ھیگا

۶۱: کھیں زشت و کھیں ہے خوبصورت — لیا اشکال گونا گوں ضرورت

۶۲: اھیں تمثیل ساری مختلف یار — مبدل نیں طلا[1] صورت سوں یکبار

۶۳: تراب جاں فدائے تمثیل نادر[2]
کہا پھر بول ہفت اصفات قادر

گل سیوم

در ذکر سبعہ صفات

۶۴: اگر کوئی عقل سوں حق کوں پچھانے — تو عارف سب اوسے زندیق جانے

۶۵: عزیزاں علم توحید بہت ہے مشکل — نھیں حاصل ہے اور رنج پیر کامل

۶۶: نخستیں[3] احدیت ہے ذات باری — دویم وحدیت ہے کل اشیا میں جاری

۶۷: سیوم ہے واحدیت وصف انساں — ہے درک علم اشیا اسکوں پچھاں

۶۸: چہارم عالم ارواح سنج[4] خاص — ذکر[5] عالم مثال پنجم باخلاص

ا۔ ج: اطلاع
ا۔ ب: تراب تمثیل یو بولا توں نادر کے آتا ہی بول ہفت اصفات قادر
۳۔ ب: اوّل ہی احدیت ۴۔ ب: ہے ۔ ۵۔ ب: سنج

۶۹ مراتب ششمی اجسام ھیگا — دیکھو استہول جس کا نام ھیگا

۷۰ مراتب ہفتمی جامع ہے عاقل — سمج توں اس کے تئیں انسان کامل

۷۱ اتا سن طرز دیگر اے برادر — تجلی صفات ذات انور

۷۲ درانساں روح ناطق جسکا ہے نام — تجلی ہے اسے اے یار گرفام

۷۳ تجلی سمیع انساں میں ہے گوش — تجلی بصیر ہے چشم مدہوش

۷۴ تجلی قدیر ام الدماغ ہے — کہ انساں میں دماغ عین فراغ ہے

۷۵ تجلی علیم ہے عقل اے یار — کہ انساں عقل سوں دستا نمودار

۷۶ تجلی مرید انساں میں ہے دل — جسے خانہ خدا کہتے ہیں کامل[1]

۷۷ تجلی کلیم یعنی زباں ہے — کہ ناطق جس میں انساں بگماں ہے

۷۸ اتا علم ثلاثی سن اے طالب — کہ ھویں سب تیرے حاصل مطالب[2]

۷۹ اگر علم ثلاثی کی خبر نیں — تو اس کو معرفت کا کچھ اثر نیں

۸۰ سمج علم ثلاثی اے برادر — خدا او نور قدرت بوجہ اکثر[3]

۸۱ ہر یک شے میں ثلاثی علم جانو — بجز ان[4] کے نیں ہے کچھ پچھانو

۸۲ یہی شکل نور تو باطن میں آوے — نہیں ظاہر نظر میں او دکھاوے

۸۳ ولیکن نور کا شکل و شباہت — دیکھا تا اوس کے تئیں کہتے ہیں قدرت

۸۴ کیا جو نور قدرت آشکارا — اوہی[5] ھیگا خدا خلقت کا سارا

ا۔ ب: واصل ۲۔ ب: x ۳: ب یکسر ۴۔ ب: اس کے ۵۔ ب: وہی

۸۵ جو یوں علم ثلاثی سوں ہے واقف   اسے ہم بوجھتے تحقیق عارف

۸۶ یہی ذات حق تو ہر جاگا بسیط ہے[1]   صفات ذات حق سب پر محیط ہے

۸۷ کہ جیوں زرگر و زیور ہور زر ہے   خدا و نور و قدرت اس قدر ہے

۸۸ ملا ہے نور قدرت یعنی زیور   کہ ہر صورت سول ہے زر دست زرگر

۸۹ پس اس صورت منے زیور[2] یو کیا حرف   او چاہات جس قدر ویسا ہوا ظرف

۹۰ طلوع شمس اسباب جہاں تاب   غروب مہر شام زلف مہتاب[3]

۹۱ سبج والشمس کوں قوس نبوت   خطاب والقمر قوس ولایت[5]

۹۲ نبی کی زلف و رُخ کی او قسم کھا   ہوا جامع پریشانی سوں رُسوا

۹۳ نہ اس جا کے حساب[6] من و ما ہے   نہ مرسل نا ملک ارض و سما ہے

۹۴ یہاں بولے ہیں صاحب گلشن راز"   ہوئے جو معرفت کے فن میں ممتاز[8]

۹۵ رسد چوں نقطہ آخر با اوّل   در انجانی ملک گنجد نہ مرسل

۹۶ نہ زلف و رخ نہ شانہ نا تجنجل   نہ باد و خاک نا آتش نتھا جل[9]

۹۷ ز انسان تا بہ ادم خط وحدت   ہمیشہ جس پو جاری دورِ کثرت

۹۸ ولے سب عشق کا یو غلغلا ہے   کہ نار و نور در عشق مبتلا ہے

۱: ب: علم   ۲- ب زیور پہ ہے۔   ۳- ب: ×   ۴- ج: اس شمس
۵- ب: ×   ۶- ب: حجاب   ۷- ج: خام میں معرفت کے جو ہووے ممتاز
۸- ب: استاز   ۹- ب: ×   ۱۰- ب: قدم سوں تا نگہ ہے خط وحدت

۹۹ ہے موجودات یو سب نور احمد   تھا نور حق الٰہی بیشک محمدؐ

۱۰۰ کیا اس نور سوں ظاہر صفا کوں   صفا سوں پھر کیا پیدا ہوا کوں

۱۰۱ ہوا سوں باد کوں کیتا او اٹھا[1]   اوسی پھر باد سوں پیدا کیا نار

۱۰۲ کیا[2] پھر باد سوں او آب پیدا   دیکھو پھر نیر سوں ہوی کل ہویدا

۱۰۳ ہوا پھر[3] خاک سوں یو جسم آدم   ہے رمز کاف و نون آدم و عالم

۱۰۴ ہوا بن باد کوں ہرگز نہیں ٹھار   ہوئی بن باد کیوں کر پرورش نار[4]

۱۰۵ بغیر از نار کیں نیں نیر کوں جوش   بغیر از نیر کے ہے خاک خاموش

۱۰۶ ملے گی خاک جا کر نیر سوں جب   ملے گا نیر جا کر نار سوں تب

۱۰۷ ملیں گے نار او تو باد سوں جا   ملے گی باد ہوا سوں جا سراپا

۱۰۸ ہوا جا کر ملے گی پھر[5] صفا سوں   صفا قدرت سوں قدرت جا خدا سوں

۱۰۹ کرے گا بلبل دل جو کے پرواز   ہے شاہد مجھ سخن پر "گلشن راز"[6]

۱۱۰ باصل خویش راجع گشت اشیا   ہمہ یک چیز شد پنہاں و پیدا[7]

۱۱۱ تو پس حق و حقیقت کا بیاں بول
تراب[8] بو ترابی سب عیاں بول

۱: ب: ہے۔   ۲۔ ب: کیا یہی نار سوں   ۳: ب کیا پھر
۴: ب پاوے بن باد کیوں پرورش نار   ۵- ب: یہی   ۶- ب: ×
۷: ب: ہے شاہد مجھ سخن پر گلشن راز، کریگا بلبل دل بازگشت باز
۸- ب: کر تفصیل حقیقت سب عیاں بول

گل چہارم

در ذکر حق و حقیقت صرف و حدت و کثرت

112 صفات ہے حق حقیقت ذات مطلق — ہے حق مجمل حقیقت خاص بر حق
113 تو ہے تفصیل حقیقت یعنی احمدؐ — ظہور خاص احدیت محمدؐ
114 جو تنزّ و خلق یعنی مصطفےٰ ہے — سو میرے پاس او عین خدا ہے
115 جسے کہتا خدا ہے خلق سارا — یہ تنزّ دما محمدؐ ہے او پیارا
116 نہیں کچھ فرق در حق و حقیقت — مگر یک میم کا پردہ ہے حجت
117 دیکھو ظاہر وجود ہے نام جس کا — وجود ہے وصف خاص ای یار اسکا
118 وجود سوں سب اسے کہتے علیم ہے — صفت[1] سوں بسکہ او ذات قدیم ہے
119 مگر قدوس سوں اسماء علم جاں — سلام ہے پاک کل اشیاء[2] سوں پہچان
120 بصورت معنے اشیا سے ہے اسماء — سمجھ ہر اسم کوں عینِ مسماء
121 ولیکن پردۂ پندار کر دور — ہے غیر معنوی اسماء مذکور
122 ہے ظاہر علم کا امکاں لوازم — ہوا ہے جسم کوں جیوں جان لازم
123 رکھیں ہیں نام کثرت ظاہر علم — سمجھ منشار اسما ماہر علم

۱۔ ب : صفت سوں او ہوا ذاتِ قدیم ہے ۲ : ب : اسماء

124 ہے وحدت ہر دو نوع از روئے حجت — یکے صرف است و دویم یعنی کثرت
125 کہ جیوں ہے ذات تیری ایک آبار — کہی اعضا ظاہری دستے ہیں بسیار
126 جو دراشیائے موجودات شامل — سو[1] ہے او وحدت کثرت میں داخل
127 بھی اسکوں کہ توں وحدت[2] حرم معلوم — کہ[3] ہے موجود مخلوقات معدوم
128 نفی کر اپنے سب افعال[4] و اقوال — کرے سب اپنی ہستی یعنی پامال
129 ہے وحدت صرف او واللہ باللہ — نہیں موجود کوئی شے بغیر سوئے اللہ
130 یہی وحدت کے سمجھ[5] دو اعتبار ہیں — احد واحد بجالِ خود قرار ہیں
131 نفی اس ٹھار پہ ہوئی عدد سب — دیکھو تب ذات کو کہتے احد سب[6]
132 ہے اثبات تعدد و انسب یار — کہیں سب ذات کوں واحد کا بستار
133 تجلی اوّل کا نام ہے وحدت — تجلیِ ثانی یعنے واحدیت
134 یہی انسان اول وحدت[7] ہے نام — سمجھ انسان ثانی کثرت عام
135 یکے جبروت دویم ملکوت کا جال — کہ تفصیل واحد وحدت ہے اجمال
136 یکے اصفات دیگر ہے اسمائے[8] گیاتی — یکے کبریٰ دویم صغرائے ثانی
137 غرض یک شے سب ہیں اصطلاحات — اہیں تکرارِ عالم یو اشارات[9]
138 ہے تکرارِ علم[9] بحث و حجت — نہیں ہو کر جدا وحدت سوں کثرت

۱۔ ب : سمجھ ۲۔ ب : صرف ۳۔ ب : جمیع موجود و مخلوقات معدوم ہو، ب سمجھ ما ماسوا اشیائے سوا اللہ
۵۔ ب : دیکھو ۶۔ ب : احد واحد دیکھو ہر دو قرار ہیں، ۷۔ ب : × ۸ : ب ۱۳۶ تا ۱۳۹ × ۔ نسخہ ج ×
۹۔ ج ۔ علمی ۔

۱۳۹ تراب بلبل باغ الٰہی — کلامِ گلشنِ راز ہے گواہی

۱۴۰ جہاں انسان شد و انسان جہانے

ازیں پاکیزہ تر بنود بیانے

گل پنجم

درذکر برداشتن بار امانت

۱۴۱ کیا انسان کو حق اپنی صورت — اٹھائے تاکہ وہ بار امانت

۱۴۲ عجب ظالم امانت دار ہیگا — کہ قدرت کا اٹھایا بار ہیگا

۱۴۳ دیکھو کیا مور نے خرمن اوچایا — مکرم تب بنی آدم کلایا[۱]

۱۴۴ جو عرش و فرش میں نا کوئی قبولا — قبولا ہور ظلوماً ہور جہولا[۲]

۱۴۵ ظلومی و جہولی کر توں باور — ہے وصفِ جسم و روح سن اے برادر

۱۴۶ مگر کل شئے محیط ہے ذات باری — خصوص انسان میں اظہر ہے ساری

۱۴۷ پس او مجموعہ ذات صفات ہے — مکرم تب بنی آدم کی ذات ہے

۱۴۸ او ذاتِ حق در انسان جلوہ گر بوجہ[۳] — یو دورافتادگی جہلِ بشر بوجہ

ط ۱۴۲-۱۴۳ — وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ — ط ۱۴۴:- قَوْلُہٗ تَعَالیٰ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۃ

۳- ب: ہے۔

۱۴۹ ایس سوں او اپی ہو سُٹ کاہل[۱] — دیکھو ہوتا ہے مجبوراں میں داخل

۱۵۰ اوچا کر سخت مشکل یک بیک بار — آتا بیٹھا ہے ہو کر[۲] سست یک بار

۱۵۱ یہاں پایا جو لذات شہوات — لگا کرنے او ضائع خاص اوقات

۱۵۲ ارے او بیخبر بیہوش مجہول — امانت داری کیوں اپی گیا بھول

۱۵۳ مثال گاولی او بوجہ بیٹھا — مگر کیا پاترا غو نچے میں بیٹھا

۱۵۴ لگا حیلے کی یوں باتاں بتانے — ہے طاقت کیا خدا کوں جو پچھانے

۱۵۵ منزہ ہے او ذات پاک بے چوں — کسی طاقت کرے[۳] جو واں چرچوں

۱۵۶ نہایت اس قدر عرفاں ہے سارا — کہ کوئی خالق ہے البتہ ہمارا

۱۵۷ کہ ہمکوں[۴] مارتا ہور بھی جلاتا — کھلاتا ہور پلاتا[۵] ہور سلاتا

۱۵۸ اسے تو بوجنا حیلے محل[۶] ہے — کرے ادراک واں کس کوں مجال ہے

۱۵۹ اہے بے مثل[۷] بیشک قادر پاک — ہے بیروں[۸] ذات او از فہم ادراک

۱۶۰ نماز و روزہ کر آخر نہایت — بجا لاتے ہیں سب امر شریعت

۱۶۱ سراپا او بھی مکر و فن ہے اے یار — کہ ہووے دام میں عالم گرفتار

۱۶۲ نماز و روزہ و دامِ جہاں گیر — کئے ہیں رشتہ تسبیح زنجیر[۹]

۱- ب: سست و کاہل ۲- ب کیوں ہو ۳- ب: وہاں کرنے چرا چوں

۴- ب کہ ہم کوں مارتا ہے ہور جلاتا ۵: ب جگاتا

۶- ب- محال ہے ۷ ب: بے مثل شیا ۸- ب: باہر ۹- ب: ×

۱۶۳ بسر گئے ہیں طریقت کا سب اطوار | جو ہے اشغال افکار ہور اذکار

۱۶۴ محاسب ہور مجاہد سب گئے بھول | نہ کوئی دستا مراتب بیچ مشغول

۱۶۵ حقیقت کا گئے سب خال غائب | مشاہدا ہور معاین ہور مغایب

۱۶۶ کمالِ معرفت سوں دور اچھتے | نہ تصفیہ نہ تزکیہ سمجھتے

۱۶۷ تخفیہ تجلیہ سوں ہے دور | خیال ماسوا اللہ سوں ہے معذور

۱۶۸ یہی پڑتی علم سب نو حو صرف کا | بسر گئے راز شوق منعرف کا

۱۶۹ خیال فاعلِ مفعول رکھتے | کمال صیغۂ مجہول رکھتے

۱۷۰ کسی کو شوق حکمت ہور نجوم ہے | حجابِ راہِ حق رسمی علوم ہے

۱۷۱ او علم رسمی ہے کفر و ضلالت؟ | خیال اسکا ہے کُل غفلت کی ایک چیز

۱۷۲ تو ایسی سمت مسلمانی پو مت بھول | ارے او بیخبر زندیق مجہول

۱۷۳ تجھے لازم اہے رب کی پچھانت | او ٹھایا ہے اگر بار امانت

۱۷۴ حدیث السعی منی خوب رکھ یاد | کیا جو مخبر صادق نے ارشاد

۱۷۵ کسی ہیں خود ایماں سوں خبر ہے | بصر رکھ کر بشر کیوں بے خبر ہے

۱۔ ج: معیب ۲: ب تجلیہ تخلیہ
۳۔ ب سبھی پڑتے ہیں علم نحو و صرف کا
بسر گئے شوق سارے منحرف کا
۴: ب: × ۵۔ ب: راہ حق میں بھی علوم ہے
۶۔ ب: رسمی ہے۔ ۷۔ ب شیطانی
۸۔ ب: حق کی ۹۔ ب او چایا
۱۰ ب: یہی والتوفیق من اللہ سوں ہو قول شاد
حب السعی منی) قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم السعی منی والتوفیق من اللہ
۱۱ ب: بصر

۱۷۶ کثافت ہائے جسمانی ہو غالب | ہوا ہے نفسِ شیطانی کا طالب

۱۷۷ سنو اے دوستاں صد حیف صد حیف | مئے وحدت کی ہر گز کیں نیں کیف

۱۷۸ اگر او کیف ہووے سب کے دل میں | دسے کیف الٰہی آب و گِل میں

۱۷۹ جو کوئی اوس کیف تے دیوانہ ہووے | سراپا طالب میخانہ ہووے

۱۸۰ ہے لہو لعب میں عالم گرفتار | گئے ہیں بھول کر سب راہ کردار

۱۸۱ سیر کر دام غفلت بیچ عالم | کئے ہیں حرف آدم دام برہم

۱۸۲ عمر اس حب کی درمیاں پائمال کر | گرفتار زن و فرزند و مال ہے

۱۸۳ بہارِ گلشن دنیا ہے فانی | عبث کھوتا ہے عمر جاودانی

۱۸۴ اگر پاتا توں مشکات زجاجی | باد عین نور ہور کھلاتا تاجی

۱۸۵ او مشکات زجاجی در بصر ہے | نظر اندر نظر اندر نظر ہے

۱۸۶ بصر کی ماہیت کوں جو کے پایا | او در عین راز کا محرم کلایا

۱۸۷ جو تار عنکبوتی چڑھ کے جاوے | او ہی تار نظر کا بھید پاوے

۱۸۸ دل مومن تو عرش اللہ صحیح ہے | سراپا راز حق واللہ صحیح ہے

۱۸۹ ہے تار اسودی رنگ سیاہی | سمج توں اوس کے تئیں نورِ الٰہی

۱۹۰ دیکھو منسوب اُس تے تارِ شب ہے | او نورِ اسودی باللہ عجب ہے

۱۔ ب: × ۲: ب: ملکوت اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ
فیہا مصباح المصباح فی الزجاجہ والزجاجہ کانہا کوکب
دری الخ کی طرف اشارہ ہے۔ ۳۔ ج: ادعین نور ہو کلاتا ہے مجازی ۴۔ ج بشرہ۔ ج ا ہوگی

۱۹۱ کہے ہیں خوب صاحب گلشن راز — اپس تصنیف میں یو بیت ممتاز

۱۹۲ سیاہی گر بدانی نور ذات است — بتاریکی درو آب حیات است

۱۹۳ نہوے[1] قید حواس پنجگانہ — سراپا ہے او غفلت کا غزانہ[2]

۱۹۴ حواس ظاہری سب تجھ دغل ہیں[3] — پس ان کی آشنائی میں خلل ہیں[4]

۱۹۵ ظہور حق حواس باطنی جان[5] — چراغ دل کوں یعنی روشنی جان[6]

۱۹۶ سراپا سب جو انساں کا پسارا — "ظہور کلّی" میں بولا ہوں سارا

۱۹۷ کہ او میرا رسالہ معتبر ہے — گیانی ہور کلّی کو خبر ہے[7]

۱۹۸ جو اس میں نہ تجھے ہویگا معلوم — "ظہور کلّی" میں ہویگا مفہوم

۱۹۹ ولیکن مرشد کامل ہے درکار — کہ بولے راز پنہانی بیاں دار

۲۰۰ تہ آب حیاں نثار پیر کامل
آتا کہہ توں بیان شیخ جاہل[8]

۱- ب: ×
۲- ب: ×
۳- ب: ہر جان
۴- ب: جان
۵- ب: ہے
۶- ب: ہے
۷ ج: جو میرا رسالہ معتبر ہے
ضیائی و کلّی کی خبر ہے
۸- ب: ×

گل ششم

در ذکر سبحان مجمل

۲۰۱ پھریگا سر بصحرا ڈھونڈتا جب — ملے گا مرشد کامل اسے تب

۲۰۲ آتا کہ پیر ہیں سب طالب زر — ہے پیری ان کی دستار مُدَوَّر

۲۰۳ کمال فخر او منحوس تھیلہ — بظاہر پاک اندر دل ہے میلہ

۲۰۴ دراز ہے جب قدر چشم محاسن — سمجھتا اس قدر ہے کور باطن

۲۰۵ محاسن دام و سبحہ دانہ دام — اتھی صیاد ساری مرشد خام

۲۰۶ عصا ہے مار ہور مسواک عقرب — سراپا ہے وہاں سب قدرت اب

۲۰۷ درست کیوں کر ہووے اسکی مریدی — اچھے جب پیر میں نا راہ سیدی

۲۰۸ اوسی پیر اکلا ہے، ہر طرف شور[1] — سٹے عالم کے اوپر دام کا ڈور[2]

۲۰۹ عجب صیاد ہیں نادر شکاری — نہ چھوڑیں کیا ہزاری کیا بزاری

۲۱۰ جو ان کے روبرو آتا ہے یکبار — ہوے دام بلا میں وہ گرفتار

۲۱۱ جو کوئی اوس دام کا جا صید ہوتا — دکھو او تا قیامت قید ہوتا

۲۱۲ عجائب شیخ کامل ہیں او صیاد — فن صیادی میں یکتا ہیں استاد

۲۱۳ رکھیں تسبیح میں او دانہ و دام — کریں او صید پل میں خاص ہور عام[3]

۱- ب: چو طرف شور ۲- ب: سٹے اہل دور پر دام کا ڈور ۳- ب: نگاہ

۲۱۴ اپی اور ریش کی تنی میں چھپتے
بچھاتا ار نظر کا دام جب تے

۲۱۵ جو کوئی اس ڈوڑ میں یکبار اٹکے
قیامت لگ معلق ہو کے لٹکے

۲۱۶ مبارک تھیلہ و شملہ عجب ہے
کمال شعبدہ بازی او سب ہے

۲۱۷ نہیں ہے آستیں کی انتہا حد
عمر عیار کی زنبیل ہے مرد

۲۱۸ اہیں اس عصر کے جیتے مریداں
خدا ان کو دیا ہے ویسے پیراں

۲۱۹ اپی جیسے مریداں تک بتی ہیں
ملے ویسچ پیراں رشوتی ہیں

۲۲۰ زاصل و نسل ایمہار اچہ پرسی
سگ و سگ زادہ اندکر سی بہ کرسی

۲۲۱ مریداں ہور پیراں کو سزاوار
مریداں کینہ پہ پیراں سب عیار

۲۲۲ نہ پیراں میں رہے ہے رسم پیری
نہ دِستی تک ہے کہیں بوئے فقیری

۲۲۳ مریداں کی مریدی اکچی معلوم
ہوئیں پیراں کی پیری خوب مفہوم

۲۲۴ مریداں پیر ہور پیراں مریداں
مریداں ہیں خفا از دست پیراں

۲۲۵ نہ چھوڑیں جاما نہ ٹپکا نہ دستار
جو پاویں سو لیویں ادلوٹ یکبار

۲۲۶ دھریں جرأت عجب او صاحب آفات
پنڈاری لشکر سا ہو کی ہے مات

۲۲۷ او دھر سے دشمناں کا دھوم جھگڑا
ادھر سے عارفاں کا شور رگڑا

۲۲۸ بحمد للہ کہ بندہ دیدبال ہے
نہیں محتاج از کون و مکاں ہے

۱- ب: نگاہ ۲- ب: جال ۳ ب: مبارک پیرہن تو ۴- ب امیراں
۵- ب: امیراں جبکتی ۶- الف: × ۷- ب: ×

۲۲۹ نہ کوئی اہل دول مج پاس آتا
نہ میں کس پاس جا شیخی جگاتا

۲۳۰ نہ قدر و منزلت کس پاس چنداں
نہ ہے داد و دہش کی آس چنداں

۲۳۱ بہر صورت گذر جاتے ہیں اوقات
اپس قسمت او پر شاکر ہوں دن رات

۲۳۲ نہ میرے علم کا کوئی ہے قدرداں
نہ میں پھرتا ہوں سرگرداں و حیراں

۲۳۳ اگر جو اہل دنیا خر صفت ہے
او بی عارف ستے کیا معرفت ہے

۲۳۴ پچھانے اہل باطن کوں اگر او
کلاتا کیوں بچارا کور کر او

۲۳۵ نہیں طعنہ کیا کس پر حسد سوں
مجھے کیا کام کس کے نیک و بد کوں

۲۳۶ سراپا لوں بیانِ ناقصاں ہے
او پیرانِ مقلد کا بیاں ہے

۲۳۷ نبو جو کاملاں کا حال زنہار
کہ او رہتے ہیں دایم محوِ دیدار

۲۳۸ لباس اون کا لباسِ احمدی ہے
قیاس ان کا قیاس احمدی ہے

۲۳۹ حریصِ کفر ہے یوں طعن اون پر
مقلد کا بیاں بولا سراسر

۲۴۰ ہوئے ہیں پیر جو حق پروری کوں
کیا ہوں سب بیں انکی خری کوں

۲۴۱ کہ جن کوں نیں حوصلہ ہے
ہوا پیری کا کیوں کر غلبلا ہے

۲۴۲ سزاوار ہے اسے پیر کا مسند
کہ جس کا معتبر مشہور ہے جد

۲۴۳ او البتہ اچھیگا پیر کامل
ہوا ہے جد و آبا جس کا واصل

۲۴۴ لنگوٹا باندنے میں نیں فقیری
نہ ہے موقوف پیراہن پہ پیری

۱- ب: نہ کس کے گھر کنیں میں دوڑ جاتا ۲- ب: × ۳- الف + ج: × ۳۲ تا ۲۵۰

۲۴۵ جو پیری کلہے سو اوّل ہات کرے — بعد ہر وضع ملبوسات کرلے

۲۴۶ لنگوٹا پیرہن زرتار جامہ — سزاوار ہے سبھی تاج و عمامہ

۲۴۷ جو تیرے شوق میں آوے سو کروں — قدم ثابت ولے پیری پہ دھروں

۲۴۸ اگر اہلِ دول لچھے کے گھر جائے — تو البتہ او لُچّہ پیر کہلائے

۲۴۹ عجب اہلِ دل میں کاملی ہے — جسے چاہے کرے پل میں ولی ہے

۲۵۰ تراب اس بات میں حاصل نہیں ہے — کہیں اہلِ دول واصل نہیں ہے

۲۵۱ نہ میرے راز کا ہمراز کوئی ہے — نہ مجھ سا عاشقِ جاں باز کوئی ہے[۱]

۲۵۲ تراب جان فدا ہے حضرتِ حق — انا کہہ او بیاں سِرّ مُطلق[۲]

ا-ب ×
۲-ب ×

گل ہفتم

در ذکرِ وجودِ ذاتِ مطلق (تاثیرِ حق گوید)[۱]

۲۵۳ بیاں واجب وجود کا بول یکبار — ہوئے دل تازہ سن کر او کی تکرار

۲۵۴ سمج واجب وجود ذات ہے[۱] — اپس قدرت سوں او دایم بقا ہے

۲۵۵ ہے بیچوں بیچگونہ ذاتِ رحماں[۲] — نہ اس کو ابتدا نہ انتہا جان

۲۵۶ سمج ممکن کر تیں اے یار عاقل — ہے[۳] قہر و لطف جو بندے پو نازل

ا-الف + ب: × ۲-ب: نہ اوس کو پچھان ۳-ب: ہے قہر و لطف پر بندہ نازل

۲۵۷ ہے قہر و لطف میں او ممتنع یار — مقیم ہے او سراپا بھی غنی دار

۲۵۸ سمج عارف وجود ہر شے پو عالم — سمج دانائی پن سوں یعنی حاکم

۲۵۹ ولے واجب وجود کر اے عزیزاں — کہے اس تن کوں حضرت شاہ میراں

۲۶۰ یو تن واجب کر کر بولے جو حضرت — یہاں کرتے ہیں علما ساری حجت

۲۶۱ کہ واجب او وجود ذات پاک ہے — تن انساں سراپا مشتِ خاک ہے

۲۶۲ عزیزاں واقعی واجب اوہی ہے — ولی حضرت کہے سو بھی صحیح ہے

۲۶۳ اگر نا سطح ہوتا جگ میں پیدا — خط و نقطہ نہ ہوتا کچھ ہویدا

۲۶۴ جو پیدا لوح نا کرتا او اول — سواد و نقطہ خط رہتا معطل

۲۶۵ سواد و نقطہ و خط زیب دیتے ہے — سراپا سطح پر سیر و گذر ہے

۲۶۶ سطح واجب کہے تو کیا عجب یار — صریح خط و نقطہ جس پو بستار

۲۶۷ اگر پیدا نہ کرتا گل ز قدرت — دکھاتا کوزہ گر کیوں اپنی حکمت

۲۶۸ نمود شکل کوزہ گِل سوں ہے یار — تو واجب پن پو اس کے کیا ہے تکرار

۲۶۹ کہے ہیں اس سبب حضرت ہمارے — یہاں کرتے ہو کیوں تکرار سارے

۲۷۰ کہے جو تن کوں واجب شمس العشاق — ہے یعنی جلد سوں سب جمع اوراق

۲۷۱ حواس ظاہر و باطن سب یکبار — دسے اس تن ستے ہو کر نمودار

۲۷۲ اگر یوں تن نہ ہوتا کچھ نہ ہوتا — زمیں نہ ہووی تو کیوں تخم بوتا

۲۷۳ زمیں ہے لازم واجب ضروری — جو بویا باغباں اور تخم خوری

۲۷۴ اچھے گر تخم میں اشجار و ثمرات — زمیں سوں سب کی پائی قابلیات

۲۷۵ پس اس صورت منے واجب نہیں ہے — تو صادق قول آن برہاں دیں ہے

۲۷۶ اچھے برہان دیں برہانِ ناطق — سراپا بلکہ تھے قرآن ناطق

۲۷۷ سب عارف[1] ان کے گھر کے خوشہ چیں تھے — سچے برہان حق برہان دیں تھے

۲۷۸ کلام ان کا سراپا نص قرآں — اچھے قرآن ناطق شاہ برہاں

۲۷۹ یہی ان کا نور دیدہ او ولی ہے — کہ جس کا نام امین الدین علی ہے

۲۸۰ او نور پاک یعنی ذوالمنن[2] کا — ہوا تب بادشاہ ملکِ دکھن کا

۲۸۱ امین الدین علی کے نور عینی — شہنشاہ یعنی باباشاہ حسینی

۲۸۲ یہی فرزند ان کے ہیں علی پیر — کریں سجدے جسے سب پیر ہور میر

۲۸۳ اتھا حضرت علی کا نور دیدہ — او حضرت پیر بادشاہ حق رسیدہ

۲۸۴ تراب نقش پائے آن ولی ہے — کہ جس کا جد امین الدین علی ہے

گل ہشتم

در ذکر ارواح واجسام

۲۸۵ اتا سن عالم ارواح کی حالت — اوچا کر دل ستے پردہ ذلالت[3]

۲۸۶ سراپا عالم ارواح لطیف ہے — عقول و بھی نفس یعنی کثیف ہے

۱-ب: عارفاں۔ ۲-ہر یانوں والا (عربی) ۳-ج: جلالت..

۲۸۷ کثیف ہے عالم اجسام ناپاک — محیط ہے عرش حق تا مرکز خاک

۲۸۸ ہے کرسی ارض جنت اے عزیزاں — بچ توں سقف جنت عرش رحماں[1]

۲۸۹ دیکھو عالم یعنی یک لطیف ہے — دویم عالم سمج یعنے کثیف ہے

۲۹۰ لطیف یک قسم ہور یک قسم الطف — کثیف یک قسم ہور یک قسم اکثف

۲۹۱ ہے الطف روح و عقل و نفس و اجسام — ان کی بھی برادر خوب کر قسام

۲۹۲ کہ علوی عرش سوں تا کرۂ آب — سراپا بوجھ توں الطف کے اسباب

۲۹۳ کثیف عالم نباتات اور حیوان — یہی اکثف ہے جمادات ہے خوب پچھان

۲۹۴ بعض ارواح کو لطف کہتے لطیف ہے — یہی عقل و نفس کوں کہتے کثیف ہے

۲۹۵ سواد ہے عالم اجسام ناپاک — سراپا عرش سوں تا مرکز خاک[2]

۲۹۶ تجلی ثانی یعنی نفس رحماں — دگر ارواح و اجسام است انساں

۲۹۷ فلہا ہیں چار ارواح اے یار — مفصل یاد رکھ ہر یک کا تکرار

۲۹۸ یکے نامیہ دویم متحرک جان — سیوم ناطق چہارم قدیہ پچھان

۲۹۹ یو انساں ہور حیوان و نباتات — ہے روح نامیہ سوں جسم[3] اثبات

۳۰۰ دویم ارواح یعنی متحرک ہے — دو انسان ہور حیوان مشترک ہے

۳۰۱ جو خارج از نباتات ہے عزیزاں — کرو تم فہم اوسکوں روح حیواں

۳۰۲ جہاں لگ ہیں دیکھو عالم حیوانات — رکھیں ارواح حیوانی سوں حرکات

۱-الف+ج: × ۲-الف+ج: ۲۸۵ تا ۲۹۵ × ۳-ب: اجام

۳۰۳ ہے تاثیرِ عناصر روح حیواں
ہے روح ناطقہ مخصوص انساں

۳۰۴ نبات حیوان کوں ہرگز نہیں نام
کہ جس کا روح انسانی رکھے نام

۳۰۵ قل الروح من امر ربی[1] اے برادر
کہ اوہی روح یعنی عالم امر

۳۰۶ ہے روح قدسی بیشک انبیا کی
مگر ہے انبیا یا اولیا کی

۳۰۷ سچ او روح یعنی ذات واحد
نفخت فیہ من روحی ہے شاید

۳۰۸ ولے قالب میں روح ہیں پانچ اے یار
بتاتا ہوں تجھے ہر یک بیاں وار

۳۰۹ اہے روح نباتی در جگر جان
ہے در گردہ جمادی روح پہچان

۳۱۰ سچ تو روح حیوانی کو ہے دل
دماغ میں روح نفسانی ہے داخل

۳۱۱ بدن میں روح انسانی اہے سب
ولیکن ہے سراپا صنعت[2] رب

۳۱۲ اوہی اک روح جس کہتے ہیں نام
ہے نام ویسا ملا جیسا ہے اجسام

۳۱۳ تراب مست صہبائے الٰہی
گرفتار بلاہائے الٰہی[3]

گل نہم

در ذکر روح جمادی ونباتی وغیرہ

۳۱۴ اتا طرز دگر سوں بول بارے
حسینی دلربا کی کھیل جارے

۳۱۵ کہ جس جاگی کیا روح نے تصرف
لگا اس قید کا کرنے تاسف

---

۱. روح خدا کے نام ہے (آیت) ۲۔ ب : صفت

۳ : ج : تراب مست صہبائے سرابی الٰہی گرفتار بلا ہائے الٰہی

۳۱۶ نباتی نام راکھے در جگر ہے
جمادی اوچہ در گردہ بشر ہے

۳۱۷ دماغ میں جا کے نفسانی کلاوے
اوہی حیوان در دل نام پاوے

۳۱۸ محیط ہو کر اوہی ارواح اجسام
اسی کا روح انسانی رکھا نام

۳۱۹ کرے اور روح کمالیت جو حاصل
اسی کو روح قدسی کہتے واصل

۳۲۰ کہا اِک روح کی چھند اں تاؤں
مکاں جیسا ملا ویسا اہے ناؤں

۳۲۱ رکھے اس روح کا سب اہل ہند نام
عزیزاں ہوش دل سوں سب کرو نام

۳۲۲ کہ حر دے بیچ نام اس کا پران ہے
کہے آدھار میں او ہے اپان ہے

۳۲۳ سمانا بھی جگر میں او کلاوے
اودان جا کنٹھ میں او نام پاوے

۳۲۴ سر میں سب بھرے تو دیاں کہتے
دلی در کار ہے کر گیان کہتے

۳۲۵ کہ جب لگ تن ہوئے اپدیس ستگر
نپاویگا سراپا بھید عنصر

۳۲۶ دس اندر پنجیراں من بدھی تتو
ہمیشہ گٹھ کی ڈیول[1] کا ہے جترا

۳۲۷ کہ گند رس روپ شبد و اسپرش پا
بھی[2] پانی باد سنہ کد سچ واک

۳۲۸ یوں دس ایندری ہوں من ہے پنجیر ال
کہتے ہیں جیو اہل ہند کا مل[3]

۳۲۹ عناصر پانچ یعنی پنجیر ال ہے
حواس باطنی کا نام گیان ہے.

۳۳۰ کرم ایندری حواس ظاہری جان
بھی عقل و نفس کوں من بدھی پچھان

۳۳۱ ظہور کلی میں اکثر بیاں ہے
تمام اصطلاح ہندی عیاں ہے

۱۔ ج : دیوان ۔ ۲۔ ج : بھی پانی خاک تر باد سمجھ اک ۳۔ ب : ہنود

۳۳۲ غرض کچھ نیں تھا ہندی فارسی سوں — انتھا درکار یاراں جنہ رسی سوں
۳۳۳ سگل بید و پران کا سیر کیتا — چہ راماین و چہ بھگونتہ گیتا
۳۳۴ ہوا جب ہندوی میں اس خبردار — تو پایا اصطلاح کا پھیر یکبار
۳۳۵ کہ ہند میں ذائقہ کا نام رس ہے — کہیں ہم لامسہ او اسپرش ہے
۳۳۶ عزیزاں باصرے کا روپ ہے نام — یہاں ہے شامہ واں گندھ کر فام
۳۳۷ ہنوداں سامعہ کوں شبد کہتے — سب اپنی اصطلاح میں بند رکھتے
۳۳۸ مجھے آ کر پڑی یو فکر یک بار — کہ دیکھوں اہل ہند میں کیا ہے تکرار
۳۳۹ چلن میں تو بظاہر سب ہے یہ ڈھنگ — سمجھتے ہیں خدا اپنا بت سنگ
۳۴۰ مگر ان کی کتاباں دیکھنا سب — تو ظاہر سب ہویگا ان کا مطلب
۳۴۱ پڑا تب شوق سوں ان کی کتاباں — دسیا ہر جا لپہ اوہی شمع تاباں
۳۴۲ کہیں اللہ کہیں سوہم کلایا — صریحا اصطلاح کا پھیر پایا
۳۴۳ غرض ہر نام سوں ہر نام بھیجئے — بہر صورت اسی کا دھیان کیجئے
۳۴۴ اوہی اللہ اوہی شیو ہری نام — ہے یک محبوب ہیں جسکے ایتے نام
۳۴۵ جمال حسن گلرو گر بتاؤں — گلاں پر مرغ روح کے میں نچاؤں
۳۴۶ بیان حسن دلبران عزیزاں — سنو مشتاق ہو کر از دل و جاں
۳۴۷ ترانہ مئے پرست کیف وحدت

[۶] کہنہ . . ے ہمہ سب حقیقت   ا- ج : ہو، ہم

گل دہم
در ذکر کل شیٔ محیط

۳۴۸ کہیں او حلقۂ زلف ستمگار — کہیں او ہے مثال تار زنار
۳۴۹ کہیں شکل الف کیں نام ہیگا — کہیں او قشقۂ گلفام ہیگا
۳۵۰ کہیں کعبہ کہیں دیر و صنم ہے — کہیں ویراں کہیں اسیر و صنم ہے
۳۵۲ کہیں عابد کہیں معبود آپی ہے — کہیں بود و کہیں نابود آپی
۳۵۳ کہیں طالب کہیں مطلوب ہیگا — کہیں غالب کہیں مغلوب ہیگا
۳۵۴ کہیں بلبل کہیں گل ہور کہیں ہل — کہیں شیشہ کہیں آوازِ قلقل
۳۵۵ کہیں ساقی کہیں ساغر کہیں دور — کہیں عاشق کہیں معشوقِ پُرجور
۳۵۶ کہیں کوزہ کہیں او کوزہ گر ہے — کہیں زرگر کہیں زیور و زر ہے
۳۵۷ کہیں صید و کہیں صیاد ہیگا — کہیں داد و کہیں بیداد ہوگا
۳۵۸ کہیں جہل کہیں چندر کہیں بھان — کہیں ہشیار و کہیں دیوا مستان
۳۵۹ کہیں صبح گریباں چاک وشن — کہیں شام غریباں ہے سیہ تن
۳۶۰ کہیں ٹھگ ہور کہیں ساہو کہیں چور — کہیں ہے او سلیمان و کہیں مور
۳۶۱ کہیں لیلیٰ کہیں مجنوں گرفتار — کہیں چندر بدن مشتاق مہیار

۱- الف + ج : x

۳۶۲ کہیں یوسف کہیں ہجو دز لیخا   کہیں وامق کہیں اپی ہے عذرا

۳۶۳ کہیں منصور ہے او مالک دار   کہیں تفعات ہو ہوتا ہے سنگبار

۳۶۴ کہیں تیشہ کہیں فرہاد پر خوں   کہیں خسرو کہیں شیریں گلگوں

۳۶۵ کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے ہیں کچھ   کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے کہیں کچھ

۳۶۶ نہ خارج ہے نہ داخل ہے نہ ہے دور   نہ ہے نزدیک و تا ہے مل نہ مجھور

۳۶۷ نہ اس کوں جسم نہ صورت شناخت   کمال شکل مل عین قباحت

۳۶۸ او بے صورت ہے سب صورتاں کا نانخ   کہو صانخ نیں کوئی تمکوں مانخ

۳۶۹ بلا قیدو وہے از سیرت صورت   مگر وحدت سوں بولو بالضرورت

۳۷۰ کہ وحدت ظل احدیت کلایا   اوہی پھر واحدیت نام پایا

۳۷۱ ہے او احدیت کا ظل وحدت   ہے او واحدیت یعنی کثرت

۳۷۲ پس انساں سرِ حق حق سر انساں   کلاوے کیوں نہ او بنیاد رحمان

۳۷۳ سمج حق و حقیقت عبد و معبود   پچھانت یاں ضرور ہے بود نابود

۳۷۴ حقیقت واحدیت حق احد ہے   احد واحد میں وحدت خط حد ہے

۳۷۵ احد وہ ہے جو وحدت نام پایا   اوہی وحدت دیکھو واحد کلایا

۳۷۶ لیا او واحدیت شکل کیوں اں   ہے اگر ان مظہر اسرار رحماں

۳۷۷ احد اشیا منے پنہاں ہے   دیکھو واحد اہے تعداد میں یوں

۱- الف+ج : ۲ :

۳۷۸ احد ہے اصل اشیا اے برادر   یہی واحد اصل تعداد منور

۳۷۹ ابو الارواح محمد نام ور ہے   سمج توں نام آدم بوالبشر ہے

۳۸۰ محمد باطن و آدم ہے ظاہر   محمد اول و آدم ہے آخر

۳۸۱ تنزل میں ہے آدم گرچہ اول   زعقل اول ہے خاتم مکمل

۳۸۲ ترابی بول اب نام محمد   کہاں محمود ہے او کاں ہے احمد

گل یازدھم

درذکر اسماء محمدی و آدم حقیقی

۳۸۳ اوہی جبروتیاں احمد کہتے سب   کہا ملکوت میں محمود اسے رب

۳۸۴ محمد نام ہے ناسوتیاں بیں   احد پھر نام ہے لاہوتیاں میں

۳۸۵ اسم آدم صفی کے پانچ ہیں یار   مفصل یاد رکھ اسماء کا تکرار

۳۸۶ یکے ابوتراب دیو البشر ہے   سیوم انساں نام او نشر ہے

۳۸۷ چہارم ناسی ؟ پنجم ہے آدم   اوٹھا بار امانت ہے مکرم

۳۸۸ مکرم ہے بنی آدم سراپا   ظہور آدم عالم سراپا

۳۸۹ ظہور خاص کر عالم و آدم   ہوئے درمیاں گرفتار بلا ہم

۳۹۰ کیلئے ہے دانہ گندم خرابی   گرفتار بلا جو ہے ترابی

۳۹۱ عجب کچھ صنعت قدرت دکھایا   کے اس کا بھید ہو کر کچھ نہ پایا

٣٩٢ او صنعت پر ابس کے مبتلا ہیں ... ہمیں درمیاں گرفتار بلا ہیں[1]

٣٩٣ اپی لذت ابس قدرت کی لیتے ... گرفتار بلا چپ ہم کوں کیتے

٣٩٤ اپے صنعت پو اپنی مبتلا ہیں ... ہیں ناحق گرفتار بلا ہیے

٣٩٥ اپے صنعت گری اپنے دکھائی ... ہمارے سر بلا کا دھوم بھائی

٣٩٦ اپے صنعت پو اپنی شاد شادا[1] ... ہیں سب درمیاں غلطاں و پیچاں

٣٩٧ اپے محفوظ ہیں اپنے ہنر پر ... بلاکر پان و پھول دائی کے سر پر

٣٩٨ اپے ناظر رکھا کر سب کوں منظور ... ارے شاباش لے تیری بلا دور

٣٩٩ اپی خالق پو سب خلقت نمودا ... ارے خالق تیرے بلہار بلہار

٤٠٠ اپے قائم و دایم حی و قیوم ... سٹے ہیں موت کا عالم منے دھوم

٤٠١ نہ چھوڑیں طفل نہ پیر و جواں کو ... نہ چھوڑیں دشمن و نا دوستاں کو

٤٠٢ سرائے جی تیری ہمت کوں پیارے ... فنا کر سب کوں توں رہتا بقا رے

٤٠٣ خدائی سنجہ کوں اے کرتار او نکار ... سزاوار ہے سزاوار ہے سزاوار

٤٠٤ توں یار ہے اس جرا سوں ہور مرن سوں ... نہ رکتا کام ہے ہر یک بدن سوں

٤٠٥ تو بس آواگون سوں کیا تجھے کار ... ہمارے سر او پہ ہے ظلم ہر بار

٤٠٦ بہر حال تم ہو پیارے سبھوں نیارے ... خرابی میں ہمیں سنٹرے ہیں سارے

٤٠٧ ولے معلوم ہوتی ساری کرامت ... ہمارے تمکوں بھی کھرے کی شامت ؟

١- الف + ج : ×

٤٠٨ اگر شہر گک کے تم رہتے ہو جو پاس ... تو البتہ ہے ہمسایہ کا وسواس

٤٠٩ جہاں ک گھر کوں لگتی آگ کی آنچہ ... تو ہمسایہ کے جلتے گھر ہیں دس پانچہ[1]

٤١٠ جو کچھ حالت ہماری گھڑے گا ... پڑوسی پر بھی او شامت پڑے گا

٤١١ جو ہمسایہ میں لگتی ایک گھر آنچ ... جلے اس آنچہ سوں گھر ہور دس پانچہ

٤١٢ پھر صورت پڑوسی خوب پائے ... ہمیں طالب اسے مطلوب پائے

٤١٣ ہمیں بد ہور پڑوسی تو بھلا ہے ... بھلی صحبت میں اکثر نیں بلا ہے

٤١٤ کہیں البتہ صحبت میں اثر ہے ... ہمیشہ ہمکوں صحبت معتبر ہے

٤١٥ اگر ہے او بھلا تو ہم بُرے کب ... اگر او رب تو ہم مربوب ہیں سب

٤١٦ اگر او بحر تو ہم عین امواج ... اگر او ہے غنی ہم اس کے محتاج

٤١٧ نہ ہم سوں او جدا نا اس تے ہم ہیں ... ہمیں ہور او توں مل کر لحم[2] و دم ہیں

٤١٨ اگر چہ تم ہو بیچوں ذات مطلق ... ولی مطلق سوں ہم ہیں عین مشتق[3]

٤١٩ تو اس صورت میں تم گل ہم گلاب ہیں[4] ... عنب تم ہو رہم عین شراب ہیں

٤٢٠ ازل تم عرض و ہم جواہر الٰہی پاک ... اتا ہم عرض و تم جوہر ہیں بیباک

٤٢١ بجا ہے اشتقاق بندہ با حق ... بحق مطلق بحق ملحق ہے مشتق

٤٢٢ بہر حال تم سوں خیر و ہم سے شر ہے ... خطا و شر دیکھو کا و بشر ہے

١- الف + ج : × ٢- گوشت و خون (عربی) ٣- الف + ج : ×
٤- ج ٤١٩ تا ٤٢٢ : ×

۴۲۳ اے ضرب المثل مشہور اکثر | طویلے کی بلا باندر کے سر پر
۴۲۴ ترا آب واقف و راز نہانی | نہیں ہے خوب طول قصہ خوانی

گل دوازدہم
در ذکر یگانگی عبد معبود

۴۲۵ سچ توں ہر بشر میں یوں خدا ہے | نہیں جوں حرف سوں معنی جدا ہے
۴۲۶ جدا آتش سوں ہیں جو شعلہ و نار | اہے یوں عبد اور معبود یک ٹھار
۴۲۷ یو کیا ہے بھید تیرا یا الٰہی | کہ فہم عاجز ہے میرا یا الٰہی
۴۲۸ کہ نا توں متصل نا منفصل ہے | و لیکن گھر تیرا بندے کا دل ہے
۴۲۹ دل مومن تو عرش اللہ ہیگا | او عرش اللہ بیت اللہ ہیگا
۴۳۰ ہے عرش و فرش میں مملو تیرا نور | ارے صاحب میں ہوں تیرا بلا دور
۴۳۱ تیرے اس چھنداں پر قربان جاؤں | سکت کاں مجھ میں جو تجکوں سراؤں
۴۳۲ ارے صاحب میرے دلبر پیارے | تیرے چھنداں اوپر سوں تجکوں وارے
۴۳۳ ارے صاحب توں خالق توں سچا ہے | کہ کاف و نوں سوں رچنک رچا ہے
۴۳۴ ارے صاحب توں اوڈا تا دہی ہے | نہیں تجہ ذات میں گبر و منی ہے
۴۳۵ ارے صاحب سچا توں سب کا سائیں | بھکاری ہم ترے اد نا گسائیں

۱- ب : جدا معنی سوں نیں جیوں شعلہ نار ۲- ج + ب : داتا و دھنی

۴۳۶ ارے صاحب توں کر کر پا میرے پر | سدا بلہار جاؤں میں تیرے پر
۴۳۷ ارے صاحب توں ہے دانا و بینا | نہیں تجہ ذات میں کچھ کبر و کینا[۱]
۴۳۸ ارے صاحب توں داتا ہے دیا نت | دیا سوں ہے ترے ہمنا کوں نت نت[۲]
۴۳۹ ارے صاحب تیرے کرپا کی ہے آس | تو صاحب ہم تیرے ادنا اہیں داس
۴۴۰ ارے صاحب توں داتا ہم بھکاری | ارے صاحب توں بت ہے ہم پجاری
۴۴۱ ارے صاحب تو صاحب تر کیو نکا | ہوا جیوتی[۳] سروپ آواگوں کا
۴۴۲ ارے صاحب تو صاحب ہم مصاحب | منیب توں ہور ہم تیرے ہیں نائب
۴۴۳ اوٹھایا تب دیکھو بار امانت | منیب کے حکم کا لیتا ہے شہرت
۴۴۴ سزاوار او منیب ہو ویگا ہے نایب | نائب حاضر منیب اچھتا[۴] ہے غایب
۴۴۵ سزاوار تجکوں صاحب صاحبی ہے | سزاوار ہم کو تیری نایبی ہے
۴۴۶ کہ جیسا توں ہے ٹھگ ہم چور | تو خرمن ہور ہم خرمن کش ہیں مور
۴۴۷ نہ ٹھگ پن کو تیری انتہا ہے | نہ دزدی کوں ہماری ابتدا ہے
۴۴۸ تمی ٹھگ پن منے عالی کرم ہیں | ہمیں دزدی سوں اپنے سرگرم ہیں
۴۴۹ الست جو وقت بولے تمنے در جوش | کہے قالو بلا ہم ہو بلا نوش
۴۵۰ بلا نوش[۵] بلا ہم او بلا ہیں | ملایک دیک ساری مبتلا ہیں
۴۵۱ مکاں حیرت ہے جرأت ہماری | کئے آئینہ داری جو تمہاری

۱- ب : × ۲- ج : سب صفت ۳- ج : جیوتی سروپ
۴- ب : دستا ۔ ۵- الف + ج : ۴۵۰ تا ۴۵۳ : ×

۴۵۲ نہ شخص و عکس میں پایا تفاوت — مگر بے پردہ آئینہ حیرت

۴۵۳ اتھے حمال تم اول ہمارے — اتا ہیں حامل بار ہم تمارے

۴۵۴ فرشتوں میں نہیں تھا تاب طاقت[1] — اوٹھالیویں جو او بار امانت

۴۵۵ جہالت سوں اوٹھایا بار امانت — کہتے تب تم بنی آدم مکرم

۴۵۶ ملک دیکھت بنی آدم کی ہمت — کئے سجدہ نہایت ہو کے حیرت

۴۵۷ کہے یا رب عجب خاکی بنایا — تیرا بار امانت سب اوٹھایا

۴۵۸ جہالت سوں[2] لیا بر خود جو آفت — بجا اوس کوں دیا اپنی خلافت

۴۵۹ ملایک[3] رب سوں سب اقرار کیتے — سبھی سجدۂ شکر دو دیم بار کیتے

۴۶۰ مگر ابلیس منکر لعنتی خوار — کیا ہے سر نگوں ہونے کوں انکار

۴۶۱ نفاق اس کا اوسے ہو طوق لعنت — کیا ملعون کوں مہجورِ رحمت

۴۶۲ دیکھا ملعون جیوں ضیق و عذابا — کھایا لیتنے کنتُ ترابًا[5]

۴۶۳ ہم ایسے ہیں بلائے ناگہانی — ڈرے سارے فرشتے[4] آسمانی

۴۶۴ ہمیں[6] ایسے ہیں ذات پاک قدوس — ہمارے واسطے ابلیس ہے محبوس

۴۶۵ ہمارا ہور تمارا ایک ہے رشتہ — کیا تب ہمکوں سجدہ ہر فرشتہ

۴۶۶ ملک دعوی خدائی کا کیا نیں — اتی قدرت خدا ان کوں دیا نیں

۱۔ ب: فرشتوں کو تمارے نیں ہے طاقت : اوچالیویں جو او بارِ امانت
۲: ب: سوں لیا جو ظلم و آفت ۳: ب: فرشتے ۴۔ الف + ج: ۴۶۰ تا ۴۶۲: x
۵۔ کاش میں مٹی ہو جاتا (عربی) ۶۔ الف + ج: ۴۶۴ تا ۴۶۵: x

۴۶۷ یو خاکی کیا بلا ظالم ہے جاہل — خدا کا ہور ہا نقطہ مقابل

۴۶۸ مر سچا دار چڑ بولا انا الحق — کیا اظہار سارا سرّ مطلق

۴۶۹ جرارت یوں کہاں سے لاویگا فرشتہ — کرے جرات خاکی سرگزشتہ

۴۷۰ ارے یو کیا بلا کے خاکیاں ہیں — خجل جنکے انگے افلاکیاں ہیں.

۴۷۱ یو خاکی میں[1] ہوا اکثر ولی ہے — ملایک میں کہاں یوں کا ملی ہے

۴۷۲ یو خاکی[2] میں ہوا شدّاد نمرود — یہی[3] خاکی میں ہوا فرعون مردود

۴۷۳ یو خاکی میں ہوا ایجاد آدم — یو خاکی میں ہوا ایجا خاتم[4]

۴۷۴ یو خاکی زور ہے سگل طلسمات — ہوئے افلاکیاں جس کے انگے مات

۴۷۵ کلایا اپنے خالق کا او ہمسر — فرشتوں کا کلایا نیں برابر

۴۷۶ اول سجدہ لیا ہے او جنوں ہوں — کرے گا ہمسری کیونکہ انوں[5] سوں

۴۷۷ اوسی خالق سوں ہمتائی کیا ہے — جو خالق نے اسے تو جیو دیا ہے

۴۷۸ شریک لا شریک جو کوئی کلاوے — ملایک کوں کہاں خاطر میں لاوے

۴۷۹ یو ایسا فتنہ انگیز بلا ہے — کہ جس کا نہ ملک میں غلغلہ[6] ہے

۴۸۰ ہوا پیدا اھر سچا آپ منی سوں — کرے خادم ہو ہمتائی دھنی سوں[7]

۴۸۱ جو صاحب لم یلد یولد اہے آپ — نہ کس کوں او جنیا نا اوس کوں ماں باپ

۱۔ ب: میں ہمبر ہور ولی ہے ۲۔ ب خاکیاں ۳۔ ب: ہوا فرعون کا ملعون مردود
۴۔ ب: x ۵۔ ب اونوں ۶۔ ب: غلبلا
۷۔ ب: ہوا پیدا اپی اب منی سوں : کرے ہمتائی جاکر اوس دھنی سوں

۴۸۲ اوسے تو واقعی کوئی نہیں جنا ہے　　مگر قدرت سوں آدم او بنا ہے
۴۸۳ تو اس صورت میں آدم بے پدر ہے　　ولیکن اس کے قدرت کا پسر ہے
۴۸۴ ہے بے مادر پدر او آپ کرتار　　بھاتا کچہ تو آدم کوں لیا ہے درکار
۴۸۵ پدر گر نیں تو نیں مادر تو ہونا　　زمیں ہووے تو اس میں تخم بونا
۴۸۶ کیا توں پدر عیسیٰ کوں در دم　　ولے تھے باعثِ ایجاد مریم
۴۸۷ مگر آدم تو بے مادر[1] پدر ہے　　تیری قدرت کا او شاہد پسر ہے
۴۸۸ ارے کیوں کفر کی کرتا ہے[2] توں بات　　تناسل کا نکر او س طرف اثبات
۴۸۸ او صانع جس وضع چاہا بنایا　　دیکھو صنعت گری اپنی دیکھایا
۴۸۹ عیاں ثابت سوں شکل آدم　　کیا ظاہر او نکو واللہ عالم
۴۹۰ تراب بینوا آزاد بیباک　　شہید تیغِ ابرو صید فتراک
۴۹۱ احد احمد محمد ہور محمود　　ہمیں بے نقطہ سو کیا ہے[3] اصل مقصود
۴۹۲ ہی لوح و آدم حوا ہیں سادہ　　قلم ہے با نقطہ سو کیا ارادہ
۴۹۳ غرض نقطے سوں خط ہور خط سوں ہے ڈر　　نکلا ہے اس جگے مرشد سوں کر غور
۴۹۴ رسول اللہ نے بولے ماعبد ناک　　تو کیوں کرتا ہے باتاں ہو کر بیباک
۴۹۵ جسے تھا مرتبہ تو قربیت کا　　کیا دعوئی او اکثر عبدیت کا

۱- ب : مگر آدم کوں نیں مادر پدر ہے　　۲ : ب : کرتا اہے بات
۳- الف + ج : ۴۹۱ تا ۴۹۳

۴۹٦ کھائیں ہوں بشر سب کے برابر　　ولیکن وحی آتی ہے میرے اپر
۴۹۷ پیمبر تب مجھے کھتا ہے عالم　　وگرنہ میں بھی ہوں فرزند آدم
۴۹۸ فاما ہے حبیب اللہ میرا نام　　کھیں محبوبِ سبحاں خاص ہور عام
۴۹۹ چہ کم زدنی کیا صاحب وفا او　　کے جو تھا شاملِ ذاتِ خدا او[1]
۵۰۰ مقرر عیں سیتے او عرب ہے　　حذف[2] کر عیں دیکھو عین رب ہے
۵۰۱ احد احمد میں فرقِ میم ہیگا　　کماں[3] میم یعنی جیم ہیگا
۵۰۲ بھلا بالفرض والتقدیر اے یار　　اہے سب برزخِ کبرا[4] کا بستار
۵۰۳ اوہے نورِ احد ھم نور احمد[5]　　نہیں ہرگز حق سوں جدا حق سوں محمد
۵۰۴ شدا دریائے وحدت[5] موج زن ہے　　رجوع ہر نہر کا دریا کراں ہے
۵۰۵ انا الشمس کیوں نہ ذرہ بولے للکار　　کے یک خورشید ہے ہر جا نمودار
۵۰٦ ذات[6] ہے پرتوِ خورشید اعظم　　ہوا ہر ذرہ ہی مظہر مکرم[7]
۵۰۷ تراب[8] اس قدر ایما تو بس ہے　　زیادہ اسم طولانی ہوس ہے

۱- ب : × ۲ : ب - نہ ہووے عین تو او عین رب ہے.
۳- ب : کمال میم کا یو جیم ہیگا . ۴ : ب : احمد
۵- ب : اوہے دریائے وحدت
٦- الف : زنا بی پیر تو ر شعر نمبر ۵۰٦ کی نسخہ ج ئی صحیح قرات درج ہے)
۷- ب : × ۸ - ب : تراب سن اس قدر ایمان یو بس ہے.

گل سیزدہم

در ذکر آیتہ النور[1] (السموٰت والارض)

۵۰۸ سمج اے یار اب تک آب نور[1] — دیکھو قرآں میں ہے اوس کا مذکور

۵۰۹ ز چرخ روح سوں تا ارض اجسا — منور طاقِ ابرو سوں ہے آباد[2]

۵۱۰ سمج مشکات[3] توں شکلِ بدن یار — رکھا مصباح روشن اوس میں کرتار

۵۱۱ اشارات زجاجہ نفسِ ناطق — سمج ارواح ناطق قول صادق

۵۱۲ ہے مصباح میں زجاجی نفس ناطق — سمج توں روحِ ناطق اوکوں صادق

۵۱۳ زجاجہ کوکبِ روشن سمج دل — درخشندہ مثال شمع محفل

۵۱۴ معلق ہے عجب قندیل پر نور — جلیا جس تا بجلی یکبار کوہ طور[5]

۵۱۵ زجاجہ شیشہ فانوس رنگین — مثالِ پردہ طاؤس رنگیں[6]

۵۱۶ ہے روشن از درخت سر رحماں — شجر ہے اے برادر نفسِ انساں

۵۱۷ سراپا مرکب دل ہے مبارک — کھا زیتوں اوسکوں حق تبارک

۵۱۸ ہے روشن اس میں مصباح منوّر — ہوا محراب دل قلب مدوّر[7]

۱- ب: سمج اے یار سن اب آیہ نور ۲- ب: ہے مثل نور مشکوٰۃ سے آباد
۳- ب: سمج مشکوٰۃ سب توں شکل بدن یار - ہے معنی ح اوس میں روح اظہار
۴: الف + ج: × ۵- ب: ×
۶: الف + ج: × ۷- الف + ج: ×

۵۱۹ ہے لا شرقی ولا غربی یقین او — نہ او در آسماں نہ در زمیں او

۵۲۰ بہر صورت[1] میں انساں عجب ہے — درخشندہ زجاجی بیت رب ہے

۵۲۱ نہ اوسط ہے نہ اسفل ہے سمجھ یار — ہے علی کوکب روشن نمودار[2]

۵۲۲ ہے[3] ظاہر او ولے پایا ہے مشکل — سمج عین عیاں ہر طرف یوں[4] مل

۵۲۳ دل عارف مکانِ بوالحسن[5] ہے — وہاں ہرگز نہیں کچھ ما و من ہے

۵۲۴ دل عارف ہے درگاہِ الٰہی — ہے در پردہ جیسے[6] عین سیاہی

۵۲۵ مگر اس راز کوں عرفاں ہے درکار[7] — کہ سمجھے سربسر سوں سب یار

۵۲۶ ہے تیرے روبرو دل توں ہے بیدل — سمجنا دل کے تئیں سب کچھ ہے مشکل[8]

۵۲۷ خدا کے جو کہیں لائی[9] جبیں ہے — دل مومن سراپا بوجہ عین ہے

۵۲۸ سمجنا دل کوں کار بوالہوس نیں — بجز مرشد تو عرفاں کچھ ہوس نیں

۵۲۹ جو اہل دل ہیں دلداری سوں لاگ[10] — مکانِ دل سوں او رہتا ہے[11] ہشیار

۵۳۰ اول درکار ہے مرشد تو کامل — کرے[12] ارشاد سوں جو واقف دل

۱- ب: بہر صورت دل انساں عجب ہے
۲: ب: نہ او اوسط نہ او اسفل میں ہے یار
ہے عالی کوکب روشن نمودار
۳- ب ہے ظاہر دل
۴: ب توں دل سد
۵: غالباً دکن کے مشہور صوفی و شاعر سید میراں شاہ ابوالحسن قادری مراد ہے جو شاہ تراب کے ہمعصر بھی تھے۔ ۶- ب: ہے جیسے رنگ سیاہی
۷: مگر اس رمز کو عارف ہے درکار
جو سمجھے سربسر رنگ شب تار
۸- ب: بسکہ مشکل ۹- ب: الا ۱۰- ب: لاگ ادج
۱۱- ب اچھا ۱۲- ب کرے مرشد تو تجھے واقف دل

۵۳۱	مکاں دل کوں پانا کچھ سہج نیں	بجز مرشد تو بھی دیگر سہج نیں
۵۳۲	اگر مرشد ملا ہے تجکوں کامل	تو البتہ ہوا ہے صاحب دل
۵۳۳	اوہی پاوے گا دل کوں لے برادر	اہے جس دل کے درمیاں حبِ حیدرؑ
۵۳۴	اگر او حب نیں ہے مرداں کوں	نہیں پاینگے او نور عیاں کوں[2]
۵۳۵	ترا ابی[3] بس سخن کو طول مت کر	سخن[4] ماقلہ و دلہ ہے بہتر

گل چہاردہم

در ذکر خاتم النساب (در اختتام کلام)

۵۳۶	مجھے نام رسالے کا فکر تھا	تمامی[6] شب یہی دلمیں ذکر تھا
۵۳۷	دیا[7] آواز ہاتف صبح یکبار	کہ ہے گلزارِ وحدت گنج الاسرار
۵۳۸	یکایک جو سنا ہاتف کا آواز	رکھا گلزارِ وحدت اسم ممتاز
۵۳۹	ہزار و یک صد و ہفتاد[8] سہ تھا سن	مرتب جب ہوا گلزارِ روشن
۵۴۰	مرتب جب ہوا گلزارِ وحدت	ہوا دل عندلیب باغ کثرت[9]

۱۔ ب: کرے مرشد تو تجھے واقف دل

۲: ب: دلاور

۳: ب + ج: ×

۴: تراب اب اس

۵: ب: ماقلہ ودلہ - مختصرات وزنی ہوتی ہے.

۹ ب: ہوا ہے دل باغبان باغ کثرت

۶ ب: روز و شب یہی

۷ ب: دیا آواز یوں ہاتف نے یکبار

۸- ب: تھا سن یازدہ صد و ہفتاد و ایک تب
ہوا گلزار وحدت جب مرتب

ایضاً ج: ایک ہزار و یکصد و ہفتاد و سن تھا
مرتب جب ہوا گلزار روشن

۵۴۱	نکل گل گشت کوں گلچیں ہوا دل	سراپا گل فروشِ دیں ہوا دلے
۵۴۲	جو کوئی گلزارِ وحدت کا کرے سیر	بجز حق نا دسے گا صورت غیر
۵۴۳	جو ہووے بلبل گلزار وحدت	تو پاوے رنگ و بوئے باغ کثرت
۵۴۴	یہ وہ گلزارِ وحدت ہے عزیزاں	سراپا جس منے ہے سِرّ رحماں
۵۴۵	یہ وہ گلزار تو سِرّ نہاں ہے	کہ جس کا بلبل دل باغباں ہے
۵۴۶	[1] جو کوئی سیر کوں آوے گا یکبار	ہووے گا مثلِ بلبل او گرفتار
۵۴۷	کریگا نالہ و فریاد ہر گل	بیادِ میر قنبر شاہ دلدل
۵۴۸	سنے گے[2] گلشن وحدت کے تیں جب	جزاک اللہ فی الدارین کہو سب
۵۴۹	میرا گلزار وحدت دیکھ ہو شاد	کہو سارے محباں آفریں باد
۵۵۰	مِرا گلزار وحدت جو سنینگے	گل اسرار دامن میں چنینگے[3]
۵۵۱	میرے گلزار وحدت میں او آوے	جو کوئی عارف باللہ کہلاوے
۵۵۲	نہیں اس بوالہوس بدھڑک سوں کار[4]	دوئی کے خار میں جو ہے گرفتار
۵۵۳	دلِ مجہول پر دائم مُہر ہے	خرِ بے دُم سراپا گورِ دگر ہے
۵۵۴	نہیں ہے کورِ باطن سوں مجھے کام	پردۂ[5] غفلت سوں جس پر غیب کا دام

۱- ب: جو کوئی گلشن اس جاوے گا یکبار ۲- ب: سنے کوئی

۳: ب: گل اسرارِ عارف سب چنینگے. ۴: ب: مصرع غیر واضح

۵: ب: پردۂ غفلت کا جس پر غیب سوں دام

۵۵۵ جو غافل جیتی لا امتی ہے — نھیں[1] فہم سخن تو یک رتی ہے

۵۵۶ ولیکن چپ کلاوے شو کی خالا — بنا باتاں کرے بو الھا[2] بلا لا ؟

۵۵۷ ہوئے[3] شہ جی سخن سیکھے جو دوجا — لگے کرنے کوں جا عارف سوں تکرار

۵۵۸ جسے نیں کوں دھونڑ کی خبر ہے — خیال[4] کوں سو کوزِ شتر ہے

۵۵۹ سخن عارف کا عارف جانتے سب — کہ جوہر جوہری پچھانتے سب

۵۶۰ بھر صورت مجھے عارف سوں ہے کام — سخن کا ہے میرے اوس پاس اکرام

۵۶۱ جو عارف مولوی استاد ہوتے — میرا سن کر سخن دل شاد ہوتے

۵۶۲ اتا موقوف ہے عرفاں بر زر — جو ہے[5] زر دار عارف بڑا خر

۵۶۳ اوہی غوث اوہی قطبِ زمانہ — کہ جس[6] کے پاس ہووے کچھ خزانہ

۵۶۴ ہمیں اس زر کوں جیفہ جانتے ہیں — بھی طالب زر کوں سگ پچھانتے ہیں

۵۶۵ ہمیں نیں طالب[7] دنیا سوں مطلب — کے رکھتے ہم سدا عقبیٰ سوں مطلب

۵۶۶ نھیں ہے خواہش دنیا سوں کچھ کام — طلب مرشد کا جو رکھتے ہیں مدام

۵۶۷ بھر حال طالبِ مولیٰ رہے ہے — جو کچھ کہنا سو مولا سوں کہے ہے

۵۶۸ اگرچہ قابل رسوائی ہوں میں — فاما طالبِ مولائی ہوں میں

۱۔ ب ادسے فہم سخن میں یک رتی ہے۔ ۲: ب بلھا بلا بلا ۳۔ ب ہیے شاہ جی
۴ ب: سخن ادس کوں نشو کا کوز خر ہے۔ ۵۔ ب: زردار سو عارف
۶: ب: کہ اچھی کچھ بی خزانہ ۷: ب طالب دنیا ۸ ب: ×

۵۶۹ الٰہی یاد میں رکھ اپنے محفوظ — مجھے رکھ صحبت بد سے تے محفوظ

۵۷۰ کلا تا آپ تو ہے نسناس بے ناس — الٰہی کر توں ایسے سب ناس

۵۷۱ اگر ایسیچ بوالہا ناس ہویں — خداوندا او سارے ناس ہویں

۵۷۲ کلانے جب لگے میموں آدم — کریں کیوں نا غزالِ دل دیکھت رم

۵۷۳ اہے[1] آدم او جسے دل کی خبر ہے — خبر دل سوں رکھا سو او بشر ہے

۵۷۴ نہیں او دل جو رکھتے سب بہایم — اہے او دل کہ جس تے عرش قائم

۵۷۵ کلاویں آدمی حیوان مطلق — بشر کر شکل پر بدبخت احمق

۵۷۶ نھیں[2] ہے آدمیت دست و پا پر — اہے انسانیت دیگر برادر

۵۷۷ اوہی دنیا میں انسان ہے گا — جسے[3] باطن کا کچھ عرفان ہے گا

۵۷۸ اوسے معلوم کاں ہے قدر[4] انساں — سراپا جو بنا خفش ہے حیواں

۵۷۹ یو حیوانات کو یارب عدم کر — عدم[5] کو نیں بھلا کچھ بھی تو کم کر

۵۸۰ سفاہت اوس بہایم کا الونہ ہے — بھی افعالاتِ کل فسق و فجور ہے

۵۸۱ بظاہر آدمی باطن بہایم — نہیں یک حال پر ہرگز ہیں قائم

۵۸۲ خدا کو جب خدا نیں جانتے ہیں — محمد کوں کہاں پچھانتے ہیں

۵۸۳ ہوئی حیوانیت جوانپو غالب — ہوئے ہو لذت شہوت کے طالب

۱۔ الف + ج: × ۲۔ ب: انسانیت ۳: ب جسے عرفاں کا کچھ گیان ہیگا
۴ ب. قدر انساں ۵ - عدم نیں تو

۵۸۴ طرح دیوے تو دنیا ہوئے حاصل — ہوا پر کینہ اون کا خانۂ دل[۱]

۵۸۵ الٰہی حب حیدر میں مجھے رکھ — ہمیشہ یادِ صفدر میں مجھے رکھ

۵۸۶ اگر قالب سوں جی نکلے گا یکبار — بیاد حیدر صفدر مجھے مار

۵۸۷ کہ جس کا خانۂ دل پر لہ ہے — وہی لِلّٰہ وہی ھو اللّٰہ ہے

۵۸۸ میری جاں لگ اچھیں نگی آل اولاد — رکھ اون کوں حب اہل بیت سوں شاد

۵۸۹ نہیں جس دل میں حب آل احمد — دیکھو او سنگ بیدل ہے سگ بد

۵۹۰ کلایا جو امین الدین علی کا — کیا شہرت جہاں میں کاملی[۲] کا

۵۹۱ ملا جب مرشد کامل زبردست — بجایا تب جہاں میں طبل شہرت

۵۹۲ علمدارِ امین الدین علی ہوں — ملامت پیشہ پوشیدہ ولی ہوں

۵۹۳ ملامت بینگی ہے عین راحت — عجب دولت ہے باللہ کنج عزلت

۵۹۴ ہوا ہوں گنج الاسرار حسینی — غلامِ کفش برادر حسینی

۵۹۵ جو دیکھا گلشن وحدت کا گلزار — ہوا ہے بلبل دل مست و سرشار

۵۹۶ کہوں[۳] کیا حالت دلریشن پر خوں — جواہر خانہ بوطالبی ہوں

۵۹۷ جو[۴] ہے بوطالبی سو بوترابی — ہوا شیرازۂ ختم کتابی[۵]

۵۹۸ ترابِ نقش نعلین حسینی[۶] — کیا ختمِ سخن رسمی و عینی

۱- الف + ج : × ۲- الف + ج ، ۵۹۰ تا ۵۹۵ × ۳- ب : ×
۴ ب : × ۵ - ج : جو ہے طالبی سوں بوخطاب ہوا شیرازۂ ختم کتاب
۶ - ج : ×

فرہنگ

الفاظ	معنی	شعر نمبر
۱- استھول (سریر)	جسم عنصری	۶۹
۲- سجنجل	آئینہ	۹۶
۳- کرتار	خدا	۱۸۰
۴- پران	نفس امارہ	۳۲۲
۵- اپاں	نفس لوامہ	〃
۶- دیاں	ظاہر یا طن	
۷- سماں	نفس مطمئنہ	۳۲۳
۸- اوداں	نفس ملہمہ	〃
۹- کنٹھ	حلق	〃
۱۰- اپدیش	پیغام	۳۲۵
۱۱- ستگرو	مرشد کامل	〃
۱۲ دس اندریہ	پانچ کرم اندری، پانچ گیان اندری	۳۲۶
۱۳ پنج پران	پانچ حواس ظاہری	〃
۱۴ من بدھی	عقل کل و نفس کل	〃

الفاظ	معنی	شعر نمبر
۱۵ گندرس	روپ اسپرش شد حواس خمسہ	۳۲۷
۱۶ : مہبل	آسمان	۳۵۸
۱۷ : چندر	چاند	〃
۱۸ : بھاں	سورج	〃
۱۹ : اونکار	ادم، مبارک لفظ	۴۰۳
۲۰ : جرامرن	جوانی اور بڑھاپا	۴۰۴
۲۱ : ورن	رنگ	〃
۲۲ کرپا	مہربانی	۴۳۶
۲۳ بلہار	قربان	〃
۲۴ دیاونت	رحم دل	۴۳۸
۲۵ نت سنت	ہمیشہ اچھا رہنے والا	〃
۲۶ تربھون	سورگ، پرتھوی اور پاتال	۴۴۱
۲۷ جیوتی سروپ	ایک دیوی کا روپ	〃

کتابیات

۱: دکن میں اردو — نصیر الدین ہاشمی

۲: یورپ میں دکنی مخطوطات — " "

۳: تذکرہ شعرائے دکن — عبدالجبار خاں صوفی ملکاپوری

۴ تذکرہ اولیاء دکن — " " "

۵: دکنی ادب کی تاریخ — محی الدین قادری زورؔ

۶: اردو مثنوی کا ارتقاء — عبدالقادر سروری

۷: من سمجھاون — مرتبہ سیدہ جعفر

۸: من سمجھاون — مرتبہ ڈاکٹر عبدالستار دلوی

۹: اردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام — مولوی عبدالحق

۱۰: بجھتے چراغ — پروفیسر اکبر الدین صدیقی

۱۱: مثنوی گیان سروپ (شاہ تراب) — مرتبہ ڈاکٹر نور السعید اختر

۱۲: مثنوی مہ جبین و ملاّ (شاہ تراب) — مرتبہ ڈاکٹر نور السعید اختر

۱۳: ماہ نامہ سب رس (حیدرآباد

۱۴: نوائے ادب (بمبئی)

۱۵: فہرست مخطوطات اردو، ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد، اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد، کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد، سالار جنگ لائبریری حیدرآباد اور کتب خانہ انجمن ترقی اردو (علی گڑھ) حالیہ دہلی.

مرتب کی دیگر کتابیں

۱: تاج الحقائق — از ملا وجہی

۲: نقوشِ دکن — تحقیقی و تنقیدی مضامین کا مجموعہ

۳ مثنوی گلزار وحدت — از شاہ تراب چشتی

۴ مثنوی بہرام و حسن بانو — از دولت وامیں (زیر تکمیل)

۵ مثنوی ماہ پیکر — از جنیدی (زیر ترتیب)

۶: گیان سروپ — از شاہ تراب چشتی (زیر طباعت)

۷: بھوگ بل — از قریشی بیدری (منتخبہ متن)

مرتب کی دیگر کتابیں

۱: تاج الحقائق — از ملا وجہی

۲: نقوش دکن — تحقیقی و تنقیدی مضامین کا مجموعہ

۳ مثنوی گلزار وحدت — از شاہ تراب چشتی

۴ مثنوی بہرام و حسن بانو — از دولت دامیں (زیر تکمیل)

۵ مثنوی ماہ پیکر — از جنیدی (زیر ترتیب)

۶: گیان سروپ — از شاہ تراب چشتی (زیر طباعت)

۷: بھوگ مل — از قریشی بیدری (منتخبہ متن)

Printed by : **MAHMOOD QUADRI**
Prop. : MAHMOOD CO., Marol Pipe Line, Bombay - 400 05